خواتین کی نماز

قرآن و سنت کی روشنی میں

مصنف:

انجینیر سید محمد فضل اللہ صابری

الحقائق فاؤنڈیشن

خواتین کی نماز

قرآن و سنت کی روشنی میں

مصنف:
انجینئر سید محمد فضل اللہ صابری

الحقائق فاؤنڈیشن

زیرِ نگرانی: محمد کاشف رضا

مشیرِ قانونی

جسٹس (ر) امیر عالم خان
(ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان)

نام کتاب: خواتین کی نماز (قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مصنف: انجینئر سید محمد فضل اللہ صابری چشتی

صفحات: 72

اشاعت اوّل: اکتوبر 2013 دہلی

اشاعت دوم: نومبر 2013 لاہور

تعداد: ہزار

قیمت: -/70

الحقائق فاؤنڈیشن

رضا پلازہ بالمقابل علم دین سنٹر ماتھر سٹریٹ اردو بازار لاہور

0333-7861895 -- 0321-4088628

فہرست

پیش لفظ

ساری تعریف اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے جو ساری کائنات کا ربّ ہے اور جسے وہ چاہے ہدایت کا راستہ اور دائمی خوشی عطا فرماتا ہے۔ درود و سلام ہو امام الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اُن کی آل و اصحاب پر۔

مرد و زن کی نماز میں فرق کا مسئلہ موجودہ دَور میں نوجوان غیر مقلدین (نام نہاد اہلِ حدیث، سلفی) کی گفتگو کا بڑی دل چسپی کا باعث ہے۔ بہت سے نوجوان اس مسئلے کو لے کر کش مکش کا شکار نظر آتے ہیں۔ جون ۲۰۰۷ء میں ہم نے اس مسئلے پر ایک مضمون انگریزی زبان میں لکھا، جو انٹرنیٹ پر جاری کیا گیا۔ اس کے بعد مارچ ۲۰۱۰ء میں کچھ اضافے کے ساتھ اس مضمون کو فلاح ریسرچ فاؤنڈیشن نے انگریزی میں چار اہم مسائل (Four Important Issues) کے نام سے شائع کیا۔ حال ہی میں غیر مقلدین کی ایک اِدارے نے اس مضمون پر کچھ اعتراضات قائم کیے۔ موجودہ کتاب میں ہم نے نہ صرف اُن تمام اعتراضات کے جواب پیش کیے، بلکہ کچھ مفید اضافہ و دلائل بھی پیش کیے ہیں۔

مَیں اپنے والدین کا شکر گذار ہوں جنہوں نے مجھے ہمیشہ اپنی دعاؤں سے نوازا ہے اور ہمیشہ نیک عمل کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ اپنی اس کاوش کے لیے مَیں ڈاکٹر الطاف سعیدی (پاکستان) اور شیخ خلیل رانا سعیدی (پاکستان) کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں کہ انہوں نے اس کام میں میرا علمی تعاون کیا۔ ساتھ ہی علامہ یٰسین اختر مصباحی، مولانا عبدالمبین نعمانی، مولانا انوار احمد امجدی اور جناب زبیر قادری صاحب کا بھی شکر گذار ہوں جنہوں نے ہمیشہ میری حوصلہ افزائی کی اور اپنی دعاؤں سے نوازا۔

بروز بدھ ۲/اکتوبر ۲۰۱۳ء/ ۲۵/ذیقعدہ ۱۴۳۴ھ

سید محمد فضل اللہ صابری چشتی

نماز کی اہمیت

اللہ تبارک وتعالیٰ رحمن ورحیم ہے۔ اُس نے انبیا علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ اُن پر آسمانی کتابوں کا نزول فرمایا۔ ہمارے آقا خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قرآن کا نزول فرمایا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قرآن وحکمت کی تعلیم فرمائی۔ یہ تعلیمات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ذریعے تواتر سے چلی آرہی ہیں۔ انہی تعلیمات پر عمل کر کے انسان دونوں جہاں میں کامیابی وسرخ روئی حاصل کر سکتا ہے۔

نماز دین کے پانچ ستونوں میں ایک اہم ستون ہے۔ ہر مسلمان کی یہ کوشش رہتی ہے کہ صحیح وقت پر خشوع وخضوع کے ساتھ نماز کی صحیح ادائیگی کر سکے۔ دن میں پنج گانہ نماز ہر عاقل وبالغ مسلمان پر فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتَابِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ۔

(الاعراف، ۷:۱۷۰)

ترجمہ: اور وہ جو کتاب کو مضبوط تھامتے ہیں اور انہوں نے نماز قائم رکھی، ہم نیکوں کا نیگ (اجر) نہیں گنواتے۔

قرآنِ مجید میں متعدد مقام پر نماز قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔ (التوبہ، ۹:۷۱)

ترجمہ: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور اللہ ورسول کا حکم مانیں، یہ

ہیں جن پر عن قریب اللہ رحم کرے گا، بیشک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّنِی اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِی وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِی۔ (طٰہٰ، ۲۰:۱۴)

ترجمہ: بیشک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔

نماز قائم کرنے سے انسان فحش و گناہوں سے دور رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اُتْلُ مَا اُوحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتَابِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ۔

ترجمہ: اے محبوب! پڑھو جو کتاب تمہاری طرف وحی کی گئی اور نماز قائم فرماؤ، بیشک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے اور بیشک اللہ کا ذکر سب سے بڑا اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ (العنکبوت، ۲۹:۴۵)

نماز ترک کرنا ایک سنگین گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّینَ الَّذِینَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُونَ۔ (الماعون، ۱۰۷:۴۔۵)

ترجمہ: تو ان نمازیوں کی خرابی ہے، جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں

بے شمار احادیث نماز قائم کرنے کی تعلیم دیتی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

عکرمہ بن خالد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:۔ گواہی دینا کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ، نیز محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج اور رمضان کے روزے۔ (صحیح بخاری شریف، کتاب الایمان)

ایک دوسری حدیث میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:

ابراہیم بن حمزہ، ابن ابو حازم اور ذراوردی، یزید بن عبداللہ، محمد بن ابراہیم ابوسلمہ

بن عبدالرحمٰن، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا: سوچو تو سہی اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ دفعہ نہائے تو کیا کہتے ہو کہ اس کے جسم پر میل کچیل باقی رہ جائے گا! لوگ عرض گزار ہوئے کہ ذرا بھی میل باقی نہیں رہے گا۔ فرمایا کہ یہی پانچوں نمازوں کی مثال ہے کہ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (صحیح بخاری شریف، کتاب مواقیت الصلوٰۃ)

نماز چھوڑنے پر احادیث مبارکہ میں سخت وعید آئی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے کفر اور شرک میں نماز نہ پڑھنے کا فرق ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۔ (المؤمنون، ۲۳:۱۔۲)

ترجمہ: بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے، جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو خشوع و خضوع کے ساتھ صحیح وقت پر نماز ادا کرنے کی کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆

مختصر تاریخی پس منظر

غیر مقلدین کا یہ نظریہ اور عمل ہے کہ نماز کے تمام احکام مَردوں اور عورتوں کے لیے یکساں ہیں۔ اسی بنیاد پر اُن کا نہ صرف یہ ماننا ہے کہ مرد اور عورت کی نماز کا طریقہ یکساں ہے بلکہ وہ اس نظریے کی شدت سے تبلیغ بھی کرتے ہیں۔ جیسا کہ سعودی عرب جانے والی خواتین کو وہاں کی خواتین مطوّع کا عملہ مَردوں کے طریقے پر نماز پڑھنے پر زور دیتا ہے۔ سلفیوں کا یہ عمل اُس حدیث پر مشتمل ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے تم نے دیکھا ہے[۱]۔‘‘ سلفیوں کی حجت یہ ہے کہ چونکہ اس حدیث شریف میں مرد اور عورت کے لیے علیحدہ حکم نہیں دیا گیا، اسی بنا پر مرد اور عورتوں کی نماز یکساں ہے۔ واضح رہے کہ سلفیوں کا یہ استدلال اُصولِ حدیث اور اُصولِ فقہ کے خلاف ہے۔ جیسا کہ ہم آنے والے صفحات پر اس پر بحث کریں گے۔

غیر مقلد حضرات تمام احادیث و الفاظ کو اس کے ظاہری معنی پر لیتے ہیں۔ ان کی اسی خطا کی وجہ سے وہ عقیدے میں گمراہ ہوئے اور تجسیمی عقیدہ رکھنے لگے، جس میں اللہ تعالیٰ کو انسانی جسم کی مانند مختلف اجزا سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

غیر مقلدین کی تاریخ محض تین سو سال پرانی ہے۔ ان کے اکابر نے اہلِ سنّت و جماعت کے ساتھ عقیدے و فقہ کے مختلف مسئلوں پر اختلاف کیا۔ لیکن وہ حضرات اس کے قائل تھے کہ عورتوں اور مَردوں کی نماز کا طریقہ یکساں ہے۔ بڑے المیے کی بات ہے کہ موجودہ کے غیر مقلد علما نے اس مسئلے میں اہلِ سنّت و جماعت کی مخالفت کرنا شروع کر دی اور ایک نیا طریقہ رائج کیا جو اِس فرقے کے علاوہ کسی نے کبھی بھی نہ کیا۔

اس سے قبل کہ ہم اس مخالفت کی وجہ جان سکیں، مناسب ہے کہ ماضیِ قریب کے دو

---

۱ اس حدیث پر تفصیلی گفتگو آگے کے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

غیر مقلد علما کے نظریات اس مسئلے پر پیش کیے جائیں۔

عبدالجبار غزنوی (۱۲۶۸ھ/ ۱۸۵۲ء)[۲] غیر مقلدین فرقے کے ایک مشہور مولوی گزرے ہیں۔ انہوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ نماز میں عورتوں کے رکوع اور سجدے کا طریقہ مَردوں سے مختلف ہے۔ اس مسئلے پر انہوں نے مختلف فقہا کے قول نقل کیے اور اخیر میں لکھتے ہیں:

''غرض کہ عورتوں کا انضمام وانخفاض نماز میں احادیث وتعامل جمہور اہلِ از مذاہب اربعہ وغیرہم سے ثابت ہے۔ اس کا منکر کتبِ حدیث وتعامل اہلِ علم سے بے خبر ہے۔''[۳]

شہادت کے لیے اس حوالے کا عکس اگلے صفحات پر موجود ہے۔

ایک اور غیر مقلد عالم عبدالحق ہاشمی السّلفی (۱۳۹۲ھ/۱۹۷۱ء) نے مَردوں اور عورتوں کی نماز کے طریقے میں فرق کو تسلیم کرتے ہوئے اس مسئلے پر ایک کتاب ہی لکھ ڈالی۔ ابنِ حزم اور دیگر علمائے کرام کے قول نقل کرنے کے بعد عبدالحق ہاشمی لکھتے ہیں:

''میں اُن لوگوں کے نظریے سے اتفاق کرتا ہوں جن کا یہ ماننا ہے کہ عورت کو رکوع کے وقت اپنے جسم کو پھیلانا نہ چاہیے کیوں کہ اس سے زیادہ پوشیدگی وستر قائم ہوتا ہے۔''[۴]

شہادت کے لیے اس حوالے کا عکس بھی شاملِ کتاب ہے۔

قارئین غور فرمائیں! ان دونوں غیر مقلد مولویوں نے اہلِ سنّت و جماعت کے موقف کو اختیار کیا اور یہ تسلیم کیا کہ عورتوں اور مَردوں کی نماز کے طریقے میں فرق ہے۔ لیکن موجودہ دَور کے غیر مقلد مولویوں نے ان دونوں سلفی مولویوں کی مخالفت کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کیا ہے کہ عورتوں اور مَردوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں!۔۔۔آخر اس نظریے کی تبدیلی کا سبب کیا ہے؟ اس کو جاننے کے لیے آنے والے صفحات کا مطالعہ کریں۔

☆☆☆☆

---

[۲] پوری کتاب میں اسی ترتیب سے تاریخ لکھی جائے گی۔ یعنی پہلے سنہ ہجری پھر سنہ عیسوی۔

[۳] فتاویٰ علمائے حدیث، جلد ۲، ص ۱۴۸۔ ۱۵۰، ملتان، مکتبہ سعیدیہ، ۱۳۹۴ھ/ ۱۹۷۴ء

[۴] عبدالحق ہاشمی السّلفی، نصب العمود فی تحقیق مسألۃ تجافی المرأۃ فی الرکوع والسجو دوالقعود، ص ۵۲، قاہرہ، المطبعۃ العربیۃ الحدیثۃ ۱۹۷۷ء/ ۱۳۹۷ھ

فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

فتاویٰ علمائے حدیث

کتابُ الصلوٰۃ

حصہ دوم

ترتیب: ابوالحسنات علی محمد سعیدی، مہتمم جامعہ سعیدیہ خانیوال، ضلع ملتان

ناشر
المکتبۃ الرحمانیۃ
[illegible]
مکتبہ سعیدیہ خانیوال (ملتان)

یس بشئ الغرض عاصم بن کلیب مختلف فیہ ہے بعض اہل علم اس کو ثقہ کہتے ہیں اور بعض ضعیف اور بقاعدہ مسلم اصول حدیث الجرح مقدم علی التعدیل جس روایت کے ساتھ عاصم بن کلیب منفرد ہو جائے وہ لائق احتجاج کے نہیں ہے، اور تعدیل کلیب کی ساتھ لفظ صدوق کے ہے اور یہ لفظ مرتبہ خامسہ سے ہے اور اہل مرتبہ خامسہ کے لائق احتجاج کے نہیں ہیں، امعان النظر شرح نخبۃ الفکر میں ہے ثم الحکم فی اہل ہذہ المراتب الاحتجاج بالاربعۃ الاول منہا واما التی بعدہا فانہ لا یحتج باحد من اہلہا لکون الفاظہم لا تشعر بشریطۃ الضبط بل یکتب حدیثہم ویختبر اور قرون خیر صحابہ کرام وتابعین وائمہ اسلام سے بھی اس موقعہ پر اشارہ سبابہ ثابت نہیں ہے پس متروک العمل ہونا بھی اس حدیث کے ضعف کی دلیل ہے۔

عبدہ عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی عفی اللہ عنہما — فتاویٰ غزنویہ ص ۲۵ تا ص ۲۶

سوال: عورتوں کو نماز میں انضمام کرنا چاہیئے یا نہ؟ بینوا توجروا

الجواب وهو الموفق للصواب: ابوداؤد نے اپنے مراسیل میں اور بیہقی سنن کبریٰ میں یزید بن ابی حبیب سے مرسلاً روایت کرتے ہیں۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی امرأتین تصلیان فقال اذا سجدتما فضما بعض اللحم الی الارض وان المرأة لیست فی ذلک کالرجل واخرج البیہقی مرفوعاً اذا سجدت المرأة الصقت بطنہا فخذہا کاستر ما یکون لہا۔ اور اسی پر تعامل اہل سنت مذاہب اربعہ وغیرہ سے چلا آیا ہے

(بقیہ ص) کی ہے اور ابن مدینی نے کہا کہ جس حدیث کو وہ اکیلا ہی بیان کرے اس سے دلیل نہ پکڑی جاوے۔ ۳؎ سچا اور دوسرے درجہ کا آدمی ہے۔ ۱۲ ۴؎ امام ابوداؤد نے کہا کہ عاصم بن کلیب جو حدیث اپنے باپ کے واسطہ سے اپنے دادا سے روایت کرے، وہ لائق احتجاج نہیں ہے ۱۲ ۵؎ اگر کسی راوی پر کسی قسم کا طعن یا عیب ثابت ہو چکا ہو اور بعض نے اس کی فضیلت اور عدالت بھی بیان کی ہو تو اس پر عیب لگنے کا اعتبار رہے گا یعنی وہ ضعیف گنا جاوے گا۔ ۱۲ ۶؎ امعان النظر میں بہت سے اہل مراتب کا بیان کر کے فرماتے ہیں، کہ حکم ان مرتبہ والوں کا یہ ہے۔ کہ ان میں سے پہلے چار کے ساتھ دلیل پکڑنی صحیح ہے اور ان چار کے بعد والوں میں کسی ایک کے ساتھ بھی دلیل نہیں پکڑی جا سکتی اس لئے کہ ان کے الفاظ شروط ضبط کی حد پر مشترک نہیں بلکہ ان کی حدیث لکھ کر اس میں تفتیش کی جاتی ہے۔ ۱۲ ۷؎ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں تو آپ نے فرمایا جب تم سجدہ کرو تو سمٹ کر سجدہ کرو کیونکہ عورت اس مسئلہ میں آدمی کی طرح پر نہیں ہے اور بیہقی نے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ جب عورت سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملائے اس میں زیادہ پردہ ہے ۱۲ فتاوی

حافظ ابن القیم زاد المعاد میں لکھتے ہیں ولهذا شرع في حق الإناث من الستر والخفر ما لا يشرع مثله للذكور في اللباس وإرخاء الذيل شبرا أو أكثر وجمع نفسها في الركوع والسجود دون التجافي. شرح وقایہ وہدایہ وغیرہ کتب حنفیہ میں لکھا ہے والمرأة تخفض في السجود وتلزق بطنها بفخذيها۔ ابن ابی زید مالکی نے اپنے رسالہ میں جو مذہب امام مالکؒ میں متون معتبرہ سے ہے لکھتے ہیں وهي (أي المرأة) في هيئة الصلاة مثله (أي مثل الرجل) غير أنها تنضم ولا تفرج فخذيها ولا عضديها وتكون منضمة منزوية في جلوسها وسجودها وأمرها كله۔ امام نووی منہاج میں (جو فقہ شافعیہ میں معتبر متن ہے) لکھتے ہیں وتضم المرأة والخنثى۔ شہاب الدین احمد رملی شافعی نہایۃ المحتاج میں منہاج کی اس عبارت مذکور پر لکھتے ہیں فيضم كل منهما بعضه إلى بعض ولو في خلوة فيما يظهر لما في تفريقه من التشبه من الرجال۔ شرح اقناع (جو حنابلہ کی معتمد کتاب ہے) میں لکھتے ہیں والمرأة كالرجل في ذلك لا أنها تجمع نفسها في الركوع والسجود وجميع أحوال الصلاة وتجلس متربعة أو تسدل رجليها عن يمينها وهو أفضل لأنه غالب فعل عائشة وأشبه بجلسة الرجل انتهى اور دونوں پاؤں کو دائیں طرف نکال کر بیٹھنا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قعدہ اخیرہ میں ثابت ہے جب مردوں کے واسطے اس کی ممانعت نہیں تو عورتوں کے واسطے بسبب تستر کے بالاولیٰ ممانعت نہیں ابوداؤد (صفت صلوٰۃ نبویہ) میں ابوحمید سے مروی ہے فإذا كان في الرابعة أفضى بوركه اليسرى إلى الأرض وأخرج قدميه من ناحية واحدة غرض کہ عورتوں کا انضمام وانخفاض نماز میں احادیث وتعامل جمہور اہل علم از مذاہب اربعہ وغیرہم سے ثابت ہے اس کا منکر کتب حدیث وتعامل اہل علم سے بے خبر ہے۔ واللہ اعلم حررہ عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی عفی اللہ عنہما (فتاویٰ غزنویہ ص ۲۷، ۲۸)

---

۱ عورتوں کے لیے (نماز میں) لباس کے ساتھ اور پلو ایک بالشت یا زیادہ چھوڑنے کے ساتھ پردہ کرنا اور اپنے بدن کو رکوع اور سجدہ میں اکٹھا کرنا اور جھکانا اس قدر مشروع ہے جو مردوں کے لیے اتنا نہیں ۱۲۔ ۲ اور عورت سجدوں میں جھک جائے اور اپنے پیٹ کو رانوں سے ملائے۔ ۳ اور عورت صورت میں نماز مرد کی طرح ہے صرف اتنا فرق ہے کہ عورت سمٹ کر رہے اور اپنے بازو اور رانوں کو کشادہ نہ کرے۔ بلکہ اپنے سجدے اور بیٹھنے اور نماز کے سب کاموں میں مل کر رہے۔ ۴ عورت اور مخنث (نماز) میں سمٹ کر رہیں ۱۲ ۵ پس ہر ایک عورت اور مخنث (نماز میں) اپنے بعض (جسم) کو بعض سے ملائے اگرچہ خلوت میں ہو ظاہر یہی ہے اس لیے کہ بعض جسم کو علیحدہ کرنے میں مردوں سے مشابہت ہوتی ہے ۱۲ ۶ عورت نماز میں مرد کی طرح ہے مگر عورت اپنے جسم کو رکوع اور سجدہ اور نماز کے تمام احوال میں اکٹھا کرے گی اور (بیٹھنے کے وقت) چوکڑی مار کر بیٹھے یا اپنے دونوں پاؤں کو اپنی داہنی طرف نکال کر

مسئلہ: سجدہ جاتے وقت ہاتھ پہلے رکھے یا گھٹنے۔ اس کے متعلق شیخ البانی نے فرمایا حدیث: "فیضع رکبتیہ قبل یدیہ" موضوع ہے۔ خاص کر جب اس کے مقابلہ میں صحیح حدیث موجود ہے جس کے الفاظ میں "فلا یبرک کما یبرک البعیر" یعنی سجدہ میں جاتے ہوئے اونٹ کی طرح نہ بیٹھو۔ اونٹ گھٹنے پہلے رکھتا ہے اس کے برعکس یہ ہے کہ "ہاتھ پہلے رکھیں جائیں"۔

خلاصہ یہ ہے کہ سجدہ جاتے وقت ہاتھ پہلے رکھے یا گھٹنے؟ شیخ البانی کا خیال ہے کہ "ہاتھ پہلے رکھنے گھٹنے پہلے رکھنے کی حدیث موضوع ہے"۔ حضرت العلام فرماتے ہیں: "اس روایت پر موضوع کا حکم لگانا ٹھیک نہیں"۔ البتہ ہاتھ رکھنے کی حدیث راجح ہے۔ کیونکہ اس کا شاہد موجود ہے۔ اس کے علاوہ ان دونوں حدیثوں میں موافقت بھی ہو سکتی ہے"۔ اس سے آگے حضرت العلام نے موافقت کی صورتیں بیان فرمائی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:- الحکم بوضع الحدیث لیس بجید ففی باب صفۃ الصلوۃ من بلوغ المرام عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سجد احدکم فلا یبرک کما یبرک البعیر ولیضع یدیہ قبل رکبتیہ اخرجہ الثلاثۃ وھو اقوی من حدیث وائل بن حجر رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا سجد وضع رکبتیہ قبل یدیہ اخرجہ الاربعۃ فان الاول شاھد من حدیث ابن عمر صححہ ابن خزیمۃ وذکرہ البخاری معلقا موقوفا۔ انتہی

ویمکن الجمع بینھما ان الثانی محمول علی الکبر فان وائل بن حجر جاء اخیرا من الیمن ویمکن ان یکون فعلہ للجواز کما فی حدیث الوتر اجعلوا اخر صلوتکم ... فی اللیل الوتر مع حدیث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی رکعتین بعد الوتر جالسا۔

تنظیم اہلحدیث ص ۱۹ / ۳۸

سوال: درمیان دونوں سجدوں کے اللھم اغفرلی وارحمنی وعافنی واھدنی وارزقنی پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے۔ یہ مسئلہ حنفی مذہب کی معتبر کتاب رد المحتار ص ۵۲۷ پر موجود ہے۔

فتاوے مفید الاحناف ص ۹

(بقیہ ص) بیٹھے اور یہ پہلی صورت بہتر ہے اس لئے کہ مائی عائشہ رضی اللہ عنہا کا اکثر یہی طریقہ تھا اور یہ صورت مرد کے بیٹھنے کے ساتھ بھی بہت مشابہ ہے۔ انتہیٰ ۱۲ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چوتھی رکعت میں بیٹھتے تو اپنے بائیں طرف مبارک زمین سے لگا دیتے اور دوسری طرف سے اپنے پاؤں مبارک نکال دیتے ۱۲ ملاحظہ

نصب العمود

فى تحقيق مسألة تجافى المرأة فى الركوع والسجود والقعود

تأليف

المحدث المفسر الفقيه الأصولى النظار

أبى محمد عبد الحق الهاشمى

السلفى

المتوفى سنة ١٣٩٢ هـ بمكة المكرمة

رحمه الله

وقال الإمام محمد بن اسماعيل الأمير اليمانى رحمه الله فى سبل السلام شرح بلوغ المرام عند شرح حديث إذا سجدت فضع كفيك وارفع مرفقيك وهذا فى حق الرجل لا المرأة فإنها تخالفه فى ذلك لما أخرجه أبو داوود فى مراسيله عن يزيد بن أبى حبيب أن النبى صلى الله عليه وسلم مر على امرأتين تصليان فقال إذا سجدتما فضما بعض اللحم إلى الأرض فإن المرأة فى ذلك ليست كالرجل قال البيهقى وهذا المرسل أحسن من موصولين فيه يعنى حديثين ذكرهما فى سننه وضعفهما انتهى كلام صاحب سبل السلام .

قلت هذا ما بلغنى من الأخبار والآثار من الصحابة والتابعين ومن أقوال الأئمة فى هذه المسألة .

وأولى الأقوال عندى بالاختيار قول من قال أن المرأة لا تجافى فى الركوع والسجود والقعود بل تضم بعض اللحم إلى بعض وتضم بعض اللحم إلى الأرض لأن ذلك أستر لها .

ووجه الاختيار أن الأحاديث التى احتج بها الإمام ابن حزم ومن تبعه لا شك أنها صحيحة ولكنها ليست نَصًّا فى مسألة التجافى للمرأة لأنها وردت فى صفة صلاة الرجال فلا تقوم بها حجة فى حكم صلاة النساء إلا بضم قوله صلى الله عليه وسلم صلوا كما رأيتمونى أصلى وجعله عاماً ليشمل الرجال والنساء .

وأظن أن هذا الحديث ليس بعام لأن الظاهر أن الخطاب فيه للرجال دون النساء فمن اختار عمومه فعليه البيان بالدليل الواضح البين الدال على عمومه .

ومنهم من بالغ فى إثبات هذا العموم حتى ادعى أن نساء النبى صلى

حدیث: ’’نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے تم نے دیکھا ہے۔‘‘

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے جبکہ ہم سب نوجوان ہم عمر تھے۔ہم آپ کے پاس بیس روز ٹھہرے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے رحیم مشفق تھے۔جب آپ نے جانا کہ ہم کو اپنے گھروں کو جانے کی خواہش یا شوق پیدا ہوا ہے تو ہم سے پوچھا کہ اپنے پیچھے کن کو چھوڑ آئے ہو؟ ہم نے آپ کو اس کی خبر دی۔تو فرمایا تم اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ،ان لوگوں میں رہو،انھیں دین سکھاؤ اور ان کو حکم دو۔ مالک رضی اللہ عنہ نے چند اشیا ذکر کیں۔ ابوقلابہ نے کہا مجھے وہ اشیا یاد ہیں یا یہ کہا کہ یاد نہیں۔اور فرمایا،نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے تم نے دیکھا ہے۔ جب نماز کا وقت آجائے تو تم سے ایک شخص اذان دے اور تم سے بڑا امامت کرے۔‘‘[۵]

غیر مقلدین حدیث شریف کے الفاظ ’’نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے تم نے دیکھا ہے‘‘ کے ظاہری معنی کو لیتے ہیں اور یہ دلیل دیتے ہیں کہ اس حدیث میں عورتوں کے لیے کوئی علیحدہ حکم نہیں ہے،اسی لیے مرد اور عورت کی نماز کا طریقہ یکساں ہے۔

اہلِ سنت و جماعت کا موقف یہ ہے کہ اس حدیث شریف کے الفاظ کو اس کے ظاہری معنی پر نہیں لیا جا سکتا۔اور نماز ادا کرنے سے متعلق دیگر احادیث کو پیش نظر رکھنے کے بعد ہی کوئی فیصلہ لیا جا سکتا ہے۔اگر اس حدیث کے ظاہری معنی پر عمل کیا جائے تو سوال یہ اُٹھتا ہے

---

۵ امام بخاری: صحیح البخاری، ج۱،ص ۱۲۸،حدیث نمبر:۶۳۱ ،قاہرہ: دار طوق النجاۃ، ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۳ء

حدثنا محمد بن المثنى قال حدثنا عبد الوهاب قال حدثنا أيوب عن أبي قلابة قال حدثنا مالك أتينا إلى النبي صلى الله عليه وسلم ونحن شببة متقاربون فأقمنا عنده عشرين يوما وليلة وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم رحيما رفيقا فلما ظن أنا قد اشتهينا أهلنا أو قد اشتقنا سألنا عمن تركنا بعدنا فأخبرناه قال ارجعوا إلى أهليكم فأقيموا فيهم وعلموهم ومروهم وذكر أشياء أحفظها أو لا أحفظها وصلوا كما رأيتموني أصلي فإذا حضرت الصلاة فليؤذن لكم أحدكم وليؤمكم أكبركم

کہ اس دَور میں کون ایسا شخص ہے جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا ہے؟؟؟ اور جب نہیں دیکھا تو حدیث ''نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے تم نے دیکھا ہے'' پر کس طرح عمل ہو سکتا ہے؟ اگر جواب یہ دیا جائے کہ نماز پڑھنے کا طریقہ کتبِ حدیث سے سیکھا جائے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان کتابوں کے مصنف کون ہیں؟ کیا ہم کو نماز ان کتابوں سے سیکھنی ہے یا حدیث ''نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے تم نے دیکھا ہے۔'' پر عمل کرنا ہے؟ اگر جواب یہ آتا ہے کہ اس حدیث کے مفہوم و مقاصد پر عمل کرنا ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ نماز ایسی پڑھو جیسے مَیں نے تمہیں ''سکھائی'' تو الحمد للہ اہلِ سنّت و جماعت کا موقف حق ثابت ہوگا کیوں کہ اہلِ سنّت کا تو یہی نظریہ ہے کہ نماز ایسی پڑھنی چاہیے جس طریقے سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سکھایا۔ اور پھر یہ طریقہ تواتر سے آج تک قائم ہے۔

مثال کے طور پر ایک مسافر یا مریض کی نماز ایک عام انسان کی نماز سے الگ ہے۔ یہ تمام تفصیلات احادیث میں وارد ہیں۔ ٹھیک اسی طریقے سے مرد اور عورت کے طریقۂ نماز میں فرق مختلف احادیث میں ذکر ہے۔ جس کے مطابق عورتوں کے بیٹھنے، سجدہ کرنے، رکوع کرنے وغیرہ کا طریقہ مَردوں سے مختلف ہے۔ ان احادیث کی بنیاد پر صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عورتوں کی نماز کا طریقہ تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی فقہ میں عورتوں اور مَردوں کی نماز کے طریقے میں فرق ہے۔ اس کے برعکس غیر مقلدین کا یہ کہنا ہے کہ جس طریقے سے غیر مقلد مرد حضرات پاؤں پھیلا کر نماز پڑھتے ہیں، اسی طرح خواتین کو بھی پاؤں پھیلا کر نماز پڑھنا چاہیے۔ اُن کی یہ بھی ضد ہے کہ جس طریقے سے مرد سجدے کی حالت میں اپنی کوہنیوں، پیٹ اور رانوں کے درمیان فاصلہ رکھتے ہیں، ٹھیک اسی طرح عورتوں کو بھی ان اجزا کے درمیان فاصلہ رکھنا چاہیے۔ لیکن اہلِ سنّت و جماعت کا یہ موقف ہے کہ عورتوں کو سجدے کی حالت میں اپنے تمام اجزا سمیٹ کر رکھنے چاہئیں۔ کیوں کہ اس طرح سے زیادہ پوشیدگی اور حیا کا اظہار ہوتا ہے۔ نیز عورتوں کے سجدے کا یہ طریقہ حدیث سے ثابت ہے۔[۶]

---

[۶] ان احادیث کا ذکر ہم آئندہ صفحات میں کریں گے۔

ناصر الدین الالبانی (۱۳۳۱ھ/ ۱۹۱۴ء۔ ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء) موجودہ دَور کے ایک غیر مقلد مولوی گزرے ہیں، جو اپنے من چاہے استدلال اور اہلِ سنّت کی مخالفت کی بنا پر غیر مقلد طبقے میں بہت معروف ہیں۔ ناصر الدین البانی کا یہ موقف تھا کہ عورت اور مَردوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں۔ اُن کا یہ موقف بخاری شریف کی اُس حدیث کے غلط استدلال سے ہے جس کا ذکر ہم گذشتہ صفحات میں کر چکے ہیں۔ یہ بات غور طلب رہے کہ پچھلے چودہ سو سال میں کسی بھی فقیہ نے مذکورہ بالا حدیث سے یہ استدلال نہیں کیا جیسا کہ غیر مقلد مولوی البانی نے اختیار کیا۔ اپنے اس غلط استدلال اور اہلِ سنّت کی مخالفت کو تقویت دینے کے لیے البانی نے مشہور تابعی حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ (۴۷ھ/ ۶۶۷ء۔ ۹۶ھ/ ۷۱۴ء) کے قول میں تحریف کر دی!

اس سے قبل کے ہم اس تحریف کا ذکر کریں ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ یہاں اُس حدیث شریف کا ذکر کر دیا جائے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خیر القرون کو بشارت عطا فرمائی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:

''حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں۔ پھر جو اُن کے بعد ہوں گے۔ پھر جو اُن کے بعد ہوں گے۔ پھر ایسے لوگ آئیں گے جو اپنی گواہی سے پہلے قسم کھائیں گے اور قسم ہی ان کی گواہی ہوگی [۷]۔''

ابراہیم نخعی (م ۹۶ھ/ ۷۱۴ء)، مجاہد (م ۱۰۴ھ/ ۷۲۲ء)، حسن بصری (م ۱۱۰ھ/ ۷۲۸ء)، عطا (م ۱۱۴ھ/ ۷۳۲ء)، حماد ابن سلمہ (م ۱۶۷ھ/ ۷۸۴ء) رحمۃ اللہ علیہم اجمعین وغیرہ کبائر تابعین میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف ایک اجلّہ تابعی

---

[۷] امام بخاری: صحیح البخاری، ج ۵، ص ۳، حدیث نمبر: ۳۶۵۱، قاہرہ: دار طوق النجاۃ، ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۳ء
حدثنا محمد بن كثير أخبرنا سفيان عن منصور عن إبراهيم عن عبيدة عن عبد الله رضى الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال خير الناس قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم ثم يجيء أقوام تسبق شهادة أحدهم يمينه ويمينه شهادته.

ہیں بلکہ ایک معروف فقیہی بھی۔ اسی بنا پر البانی نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو اپنے موقف کی تائید میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

تابعین نے فقہی استدلال کا علم اور اُصول براہِ راست صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے حاصل کیا۔ تابعین کے استدلال اور فتویٰ کو فقہا اور علما نے اُن مسائل میں قائم کیا جن کا ذکر احادیث میں صریح طور پر وارد نہیں ہوا۔

امام ابن ابی شیبہ (م ۲۳۵ھ/ ۸۴۹ء) نقل فرماتے ہیں کہ ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''عورت نماز میں مَردوں کی مانند بیٹھے [۸]''۔

شافعی فقہ کے مطابق دوسرے تشہد میں عورت اور مَرد کے بیٹھنے کا طریقہ یکساں ہے۔ جس میں پاؤں کو داہنی طرف نکال کر بیٹھا جاتا ہے۔ لیکن نماز کے دوسرے ارکان مثلاً رکوع، سجود، پہلا تشہد وغیرہ میں مرد اور عورتوں کا طریقہ دیگر مذاہب کی مانند مختلف ہے۔

لیکن البانی کو اپنا باطل نظریہ اور غلط استدلال کہ عورت و مرد کا طریقۂ نماز یکساں ہے، ثابت کرنے کی ہٹ سی لگی تھی۔ جس کے لیے اُس نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں تحریف کر دی!

البانی رقم طراز ہیں کہ ''ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عورت اور مرد کو نماز میں یکساں طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔'' [۹] البانی نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کے حوالے کو مصنف ابن ابی شیبہ سے منسوب کیا ہے۔ لیکن قارئین کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول مصنف ابنِ شیبہ تو کیا کسی بھی کتبِ حدیث میں موجود نہیں ہے! شہادت کے لیے البانی کی کتاب کا عکس ملاحظہ کیجیے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا کہ عورت نماز میں مرد کی طرح (تقعد) بیٹھے۔ لیکن البانی نے اس قول کو بدل کر حضرت ابراہیم نخعی کی طرف یہ قول منسوب

۸؎ ابن ابی شیبہ، مصنف، ج: ۲، ص: ۵۰۷، حدیث نمبر ۲۸۰۴، بیروت: دار قرطبہ، ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۶ء
حدثنا غندر، عن شعبة، عن منصور، عن إبراهيم، قال: تقعد المرأة في الصلاة كما يقعد الرجل.

۹؎ البانی، صفۃ صلاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ص: ۱۸۹، ریاض، مکتبہ المعارف للنشر والتوزیع، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء

کردیا کہ حضرت نے فرمایا عورت اور مرد نماز میں یکساں (تفعل) عمل کرے۔ قارئین غور فرمائیں کہ اصل عربی لفظ تقعن کو بدل کر تفعل کردیا اور حضرت ابراہیم نخعی کی طرف منسوب کردیا۔ اس تحریف کا مقصد صرف یہ ثابت کرنا تھا کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف بھی یہی تھا کہ عورت اور مرد کی نماز میں کوئی فرق نہیں!!! شہادت کے طور پر ہم نے مصنف ابن ابی شیبہ کی اصل عبارت اور البانی کی کتاب "صفة صلاة النبی" کی تحریف شدہ عبارت کا عکس پیش کیا ہے۔

سعودی پیٹرو ڈالر کی زور پر البانی کی یہ کتاب مختلف زبانوں میں شائع کی گئی اور غیر مقلد نیٹ ورک نے اس کو ساری دنیا میں پھیلا دیا۔ اس کے بعد سے وہ نوجوان مسلمان جن لوگوں نے اپنے والدین اور بزرگوں سے صحیح نماز کا طریقہ نہ سیکھا تھا، اس کتاب کو پڑھ کر غلط طریقے سے نماز ادا کرنے لگے۔

بہت سی اسلامی بہنیں جب حج وعمرہ کے لیے سعودی عرب جاتی ہیں تو وہاں خواتین مطوّع کا عملہ اُن پر دباؤ ڈالتا ہے کہ وہ اُن (غیر مقلدوں) کے طریقے پر نماز ادا کریں۔ جن خواتین کو نماز کے صحیح طریقے کا علم نہیں ہوتا، وہ ان کے بہکاوے میں اس گمان کی بنا پر آجاتی ہیں کہ سعودی عرب میں جو کچھ ہوتا ہے، وہی درست ہے۔ لیکن اہلِ سنّت و جماعت اپنا طریقۂ کار قرآن وسنّت سے حاصل کرتا ہے نہ کہ سعودی علما کے فتوؤں کے مطابق، جن کو دین کی کتابوں میں تحریف کرنے کی عادت سی لگ گئی ہے [1]۔

غیر مقلد فرقہ بڑی تیزی سے نوجوان اور کم پڑھے لکھے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے بہت سے حربے اختیار کررہا ہے۔ سماج میں اگر غیر مقلدین پر نظر ڈالی جائے تو ان میں اکثر وبیشتر نوجوان اور کم عمر افراد ہی نظر آتے ہیں۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ کیا چودہ سو سال کے تمام علما و عام مسلمان کا طریقۂ نماز غلط تھا؟ اس فتنے سے بچنے کے لیے آج ضروری ہے کہ تمام نوجوان اہلِ سنّت و جماعت سے جڑ جائیں جو کہ سوادِ اعظم ہے۔ اور اس

---

[1] اسلامی کتب میں تحریفات کے گھنونے سازش کو جاننے کے لیے راقم الحروف کی کتاب ''تحریفات'' ناشر فلاح ریسرچ فاؤنڈیشن کا مطالعہ کریں۔

جماعت کی کامیابی کی بشارت احادیث میں وارد ہے۔

آئندہ صفحات میں ہم نے کتبِ حدیث سے جو دلائل پیش کیے ہیں، اس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ مرد اور عورت کے طریقۂ نماز میں فرق ہے۔ ان دلائل پر غیر مقلدین کے جو اعتراضات شائع ہوئے ہیں، اُن کا بھی مفصّل اور تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ سب سے پہلے اُن قوانین اور شرائط کا ذکر کیا گیا ہے جس میں عورت اور مرد کی نماز میں فرق پایا جاتا ہے۔

☆☆☆☆

صفة صلاة النبي

صلى الله عليه وسلم

من التكبير إلى التسليم كأنك تراها

«صلوا كما رأيتموني أصلي»
رواه البخاري

تأليف
محمد ناصر الدين الألباني

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع
لصاحبها سعد بن عبد الرحمن الراشد
الرياض

الخَاتمة

كل ما تقدم من صفة صلاته ﷺ يستوي فيه الرجال والنساء، ولم يرد في السنة ما يقتضي استثناء النساء من بعض ذلك، بل إن عموم قوله ﷺ: «صلوا كما رأيتموني أصلي» يشملهن، وهو قول إبراهيم النخعي قال:

«تفعل المرأة في الصلاة كما يفعل الرجل».

أخرجه ابن أبي شيبة (١/٧٥/٢) بسند صحيح عنه.

وحديث انضمام المرأة في السجود، وأنها ليست في ذلك كالرجل؛ مرسل لا حجة فيه. رواه أبو داود في «المراسيل» (٨٧/١١٧) عن يزيد بن أبي حبيب، وهو مخرج في «الضعيفة» (٢٦٥٢).

وأما ما رواه الإمام أحمد في «مسائل ابنه عبد الله عنه» (ص ٧١) عن ابن عمر أنه كان يأمر نساءه يتربعن في الصلاة؛ فلا يصح إسناده لأن فيه عبدالله بن العمري، وهو ضعيف.

وروى البخاري في «التاريخ الصغير» (ص ٩٥) بسند صحيح عن أم الدرداء:

«أنها كانت تجلس في صلاتها جلسة الرجل، وكانت فقيهة».

★ ★ ★

وهذا آخر ما تيسر جمعه في صفة صلاة النبي ﷺ من التكبير إلى التسليم، وأرجو الله تعالى أن يجعله خالصاً لوجهه الكريم، وهادياً إلى سنة نبيه الرؤوف الرحيم.

٢٨٠١ ـ حدثنا وكيع، عن ثور، عن مكحول: أن أم الدرداء كانت تجلس في الصلاة كجِلسة الرجل. ٢٧٨٤

٢٨٠٢ ـ حدثنا عبد الوهاب الثقفي، عن عبيد الله، عن نافع قال: تَربَّعُ.

٢٨٠٣ ـ حدثنا معتمِر بن سليمان، عن سَلْم، عن قتادة قال: تجلس كما ترى أنه أيسرُ.

٢٨٠٤ ـ حدثنا غندر، عن شعبة، عن منصور، عن إبراهيم قال: تقعد المرأة في الصلاة كما يقعد الرجل.

٢٨٠٥ ـ حدثنا وكيع، عن العمري، عن نافع قال: كن نساءُ ابنِ عمر يتربَّعن في الصلاة.

٢٨٠٦ ـ حدثنا غندر، عن شعبة قال: سألت حماداً عن قعود المرأة ٢٧٩٠
٢٧١

٢٨٠٣ ـ «سلم»: هو الصواب وهو ابن أبي الذيال، وتحرف اسمه في النسخ إلى: مسلم.

٢٨٠٤ ـ «تقعد المرأة في الصلاة..»: هكذا جاءت الكلمة «تقعد» مرتين في النسخ كلها، وتحرَّفت في نسخة الظاهرية التي هي «مختصر» من «المصنَّف» ففيها ٨٦/أ: تفعل المرأة..، وهذا مخالف للنسخ، ولا يتفق مع عنوان الباب، ومخالف لما تقدم برقم (٢٧٩٨) من أن للمرأة هيئة خاصة في بعض مواقف صلاتها تختلف فيها مع الرجل. ووقع في هذا التحريف صاحب «صفة صلاة النبي صلى الله عليه وسلم» في الخاتمة التي كتبها في كتابه هذا، ص٢٠٧ من الطبعة الثامنة، وغلط في نسبة هذا القول إلى «المصنَّف»، فكأنه كان يظن نسخة المختصر أصلاً؟.

عورتوں اور مَردوں کی نماز کے احکام میں فرق

(۱) جمعہ مَردوں پر فرض ہے، عورتوں پر نہیں۔

''قیس بن مسلم نے حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ نمازِ جمعہ ادا کرنا ہر مسلمان پر ضروری حق ہے سوائے چار کے۔ مملوک غلام، عورت، بچہ اور بیمار کے[۱۱]۔''

(۲) عورت پر اذان اور اقامت نہیں ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''عورتوں پر نہ اذان ہے اور نہ اقامت۔''[۱۲]

امام ابنِ حجر عسقلانی نے بھی اس روایت کو ''تلخیص الحبیر'' میں نقل فرمایا ہے۔[۱۳]

(۳) مرد اور عورت کے سترِ عورت میں بھی فرق ہے۔ عورتوں کو نماز کے وقت اپنے سر کے بالوں سے لے کر پیروں کے ٹخنے تک پورے بدن کو چھپانا لازم ہے، صرف چہرہ اور ہتھیلیاں کھلی رکھ سکتی ہیں۔ جبکہ مَردوں کے لیے ایسی قید نہیں۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بالغہ عورت کی نماز

---

[۱۱] ابوداوٗد، کتاب السنن، ج ۲، ص ۹۲، حدیث نمبر ۱۰۶۰، بیروت: موسسۃ الریان، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء

حدثنا عباس بن عبد العظيم حدثني إسحق بن منصور حدثنا هريم عن إبراهيم بن محمد بن المنتشر عن قيس بن مسلم عن طارق بن شهاب عن النبى صلى الله عليه وسلم قال الجمعة حق واجب على كل مسلم فى جماعة إلا أربعة عبد مملوك أو امرأة أو صبى أو مريض.

[۱۲] امام بیہقی، السنن الکبریٰ، ج: ۱، ص: ۴۰۸، حدیث نمبر: ۱۷۷۹، مکہ المکرمہ، دار الباز، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء

أخبرنا أبو زكريا المزكى، وأبو بكر بن الحسن القاضى قالا: ثنا أبو العباس: محمد بن يعقوب، ثنا بحر بن نصر قال: قرئ على ابن وهب، أخبرك عبد الله بن عمر، عن نافع، عن ابن عمر أنه قال: ليس على النساء أذان ولا إقامة.

[۱۳] ابنِ حجر، تلخیص الحبیر، ج: ۱، ص: ۵۲۱، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۸۹ء

حديث ابن عمر: "ليس على النساء أذان" رواه البيهقى من حديثه موقوفا بسند صحيح وزاد: "ولا إقامة.

قبول نہیں فرماتا مگر اوڑھنی (دوپٹہ) کے ساتھ۔ [۱۴]

(۴) عورتیں نماز میں مردوں کی صف میں شامل نہیں ہو سکتیں۔ اُنہیں مردوں کے پیچھے کھڑے ہونے کی اجازت ہے۔

عبداللہ بن محمد، سفیان، اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔ میں اور ایک یتیم نے اپنے گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی اور میری والدہ ماجدہ حضرت اُمّ سلیم ہمارے پیچھے تھیں۔ [۱۵]

(۵) عورت نماز میں مرد کی امامت نہیں کر سکتی۔

امام ابن ماجہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث ضعیف سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی عورت کسی مرد کی امامت نہ کرے۔'' [۱۶]

امام سحنون مالکی (م ۲۴۰ھ/ ۸۵۴ء) نقل فرماتے ہیں: ''علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عورت مرد کی امامت نہ کرے۔'' [۱۷]

---

[۱۴] ابوداؤد، کتاب السنن، ج ۱، ص ۴، حدیث نمبر ۶۴۱، بیروت: موسسۃ الریان، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء

حدثنا محمد بن المثنى حدثنا حجاج بن منهال حدثنا حماد عن قتادة عن محمد بن سيرين عن صفية بنت الحارث عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال لا يقبل الله صلاة حائض إلا بخمار.

[۱۵] امام بخاری: صحیح البخاری، ج ۱، ص ۱۴۶، حدیث نمبر: ۷۲۷، قاہرہ: دار طوق النجاۃ، ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۳ء

حدثنا عبد الله بن محمد، قال: حدثنا سفيان، عن إسحاق، عن أنس بن مالك، قال: "صليت أنا ويتيم في بيتنا خلف النبي صلى الله عليه وسلم، وأمي أم سليم خلفنا.

[۱۶] امام ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، ج: ۱، ص: ۳۴۳، حدیث نمبر ۱۰۸۱، بیروت: دار الفکر ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء

ولا تؤمن امرأة رجلا.

[۱۷] امام سحنون، المدونۃ الکبریٰ، ج: ۱، ص: ۱۷۸، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء (اس روایت کو امام ابنِ ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں بھی نقل فرمایا ہے: حدثنا ابو بکر قال: حدثنا وکیع عن ابن ابی ذنب عن مولی لبنی هاشم عن علی قال: لا تؤم المرأة۔ ابن ابی شیبہ، مصنف، ج: ۳، ص: ۵۷۰، حدیث نمبر ۴۹۴۹، بیروت: دار قرطبہ، ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۶ء)

قال ابن وهب عن ابن أبي ذئب عن مولى لبني هاشم أخبره عن علي بن أبي طالب أنه قال: لا تؤم المرأة

(۶) نماز میں کسی غلطی کی نشان دہی یا امام کو متوجہ کرنے کے لیے مَردوں کو سبحان اللہ کہنا چاہیے۔ جبکہ عورتیں صرف تالی بجا سکتی ہیں۔

علی بن عبداللہ، سفیان، زہری، ابوسلمہ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ کہنا مَردوں کے لیے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔[۱۸]

(۷) مَردوں کو جماعت کی نماز پڑھنے سے انفرادی نماز پڑھنے کے مقابلے میں ستائیس ۲۷ گنا زیادہ ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس عورتوں کو زیادہ ثواب اپنے گھر میں نماز پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے۔

ابوالاحوص نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عورت کی گھر میں پڑھی ہوئی نماز افضل ہے اُس نماز سے جو اس نے صحن میں پڑھی اور اس کی کوٹھری میں پڑھی ہوئی نماز افضل ہے اس نماز سے جو اس نے اپنے گھر میں پڑھی۔[۱۹]

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے الخمار کی تعریف میں فرمایا کہ یہ وہ ہے جو جلد اور بال دونوں کو چھپادے۔[۲۰]

ایک دوسری روایت میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: علقمہ بن ابوعلقمہ کی والدہ محترمہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حفصہ بنت عبدالرحمٰن حاضر ہوئیں۔ حفصہ کے سر پر باریک دوپٹہ تھا۔ حضرت عائشہ نے اسے پھاڑ دیا اور انھیں

---

[۱۸] امام بخاری: صحیح البخاری، ج ۲، ص ۶۳، حدیث نمبر: ۱۲۰۳، قاہرہ: دار طوق النجاۃ، ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۳ء
حدثنا علی بن عبد اللہ حدثنا سفیان حدثنا الزہری عن أبی سلمۃ عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال التسبیح للرجال والتصفیق للنساء۔

[۱۹] ابوداؤد، کتاب السنن، ج ۱، ص ۴۲۰، حدیث نمبر ۵۷۱، بیروت: مؤسسۃ الریان، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء
حدثنا ابن المثنی، أن عمرو بن عاصم حدثہم، قال: حدثنا ہمام، عن قتادۃ، عن مورق، عن أبی الأحوص، عن عبد اللہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: "صلاۃ المرأۃ فی بیتہا أفضل من صلاتہا فی حجرتہا، وصلاتہا فی مخدعہا أفضل من صلاتہا فی بیتہا

[۲۰] امام عبدالرزاق، مصنف، ج: ۳، ص: ۱۳۲، حدیث نمبر ۵۰۴۹، بیروت: مجلس الاسلامی، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء
عن الثوری، عن إسماعیل الحنفی، عن أبی زید، عن عائشۃ، قالت: إنما الخمار ما واری الشعر والبشر۔

موٹا دوپٹہ اُڑھا دیا۔[۲۱]

اس سے واضح ہوا کہ عورتوں کو نماز کے دوران نہ صرف اپنے بالوں کو ڈھانک لینا چاہیے بلکہ اس بات کو بھی یقینی بنانا چاہیے کہ کپڑا اِتنا مہین نہ ہو کہ اُن کے بالوں کا رنگ ظاہر ہو جائے۔

قارئین غور فرمائیں! عورتوں کا آخری صف میں کھڑا ہونا، مَردوں کی امامت نہ کرنا، اذان اور اقامت نہ دینا...... وغیرہ ان تمام احکام کا مقصد یہ ہے کہ عورتوں کا زیادہ سے زیادہ پردہ اور پوشیدگی کا اہتمام ہو سکے، جو عورتوں کے مزاج کے موافق ہے۔

☆☆☆☆

---

[۲۱] امام مالک، موطا، ج:۲، ص: ۹۱۳، کتاب اللباس، قاہرہ: مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء

وحدثني عن مالك عن علقمة بن أبي علقمة ، عن أمه أنها قالت : دخلت حفصة بنت عبد الرحمن على عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم ، وعلى حفصة خمار رقيق ، فشقته عائشة ، وكستها خمارا كثيفا .

عورت سجدہ کیسے کرے؟

حضرت یزید بن ابی حبیب رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا گزر دو عورتوں کے پاس سے ہوا، جو نماز پڑھ رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کا بعض حصہ زمین سے ملالیا کرو کیوں کہ عورت اس میں مرد کی طرح نہیں ہے۔ [۲۲]

نوٹ:

۱) یزید ابن حبیب (م ۱۲۸ھ/ ۷۴۵ء) مشہور تابعی ہیں، جن سے امام بخاری نے تئیس ۲۳/ اور امام مسلم نے اڑتیس ۳۸/ روایتیں اپنی صحیح میں شامل کیں۔ انہوں نے صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ ابن حارث الزبیدی سے روایت فرمائی۔ [۲۳]

۲) سلیمان بن داؤد (م ۲۵۳ھ/ ۸۶۷ء) کو امام نسائی اور امام ابن حجر نے ثقہ قرار دیا۔ ابن حبان نے انہیں ثقات میں نقل کیا۔

۳) عبداللہ ابن وہب ابن مسلم (م ۱۹۷ھ/ ۸۱۹ء) تمام کتبِ صحاح ستہ کے راوی ہیں۔ اور امام مالک کے شاگردوں میں شامل ہیں۔

۴) حیوۃ بن شریح (م ۱۵۷ھ/ ۷۷۴ء) تمام کتبِ صحاح ستہ کے راوی ہیں۔

۵) سالم بن غیلان (م ۱۵۱ھ/ ۷۶۸ء) مشہور فقیہ جن کا شمار یزید بن حبیب کے

---

[۲۲] ابوداؤد، کتاب المراسیل، ص: ۱۰۳، بیروت: دار القلم، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء

عن سليمان بن داود عن ابن وهب عن حيوة بن شريح عن سالم بن غيلان عن يزيد بن أبي حبيب بهذا و عن يزيد بن أبي حبيب : أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على امرأتين تصليان فقال إذا سجدتما فضما بعض اللحم إلى الأرض فإن المرأة ليست فى ذلك كالرجل.

[۲۳] امام ابن حبان: الثقات، ج: ۵، ص: ۵۴۶، نمبر ۶۱۶۳، بیروت: دار الکتب، ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء

يزيد بن أبي حبيب المصرى كنيته أبو رجاء واسم أبي حبيب قيس وقد قيل سويد مولى بنى عامر بن لؤى سمع عبد الله بن الحارث بن جزء الزبيدى يروى عنه أهل مصر مات فى ولاية أبي جعفر سنة ثمان وعشرين ومائة وهو ما بين الخمس والسبعين إلى الثمانين.

شاگردوں میں ہے۔ امام احمد، ابو داؤد، نسائی اور ابن حجر نے ان کے متعلق "لیس بہ بأس" کا استعمال کیا، جو "صدوق" کے درجے میں استعمال ہوتا ہے۔ امام ابن حبان اور ابن شاہین نے ان کو کتاب الثقات میں شامل کیا ہے۔ امام ابن یونس نے انہیں فقیہ اور امام ابن العجلی نے ثقہ قرار دیا۔ [۲۴]

ان تمام تعدیل کو نظر انداز کر کے سلفی حضرات امام دارقطنی کے قول کو اختیار کرتے ہیں، جنہوں نے سالم بن غیلان کو متروک کہا۔ لیکن یہ جرح مفسر نہیں ہے۔ جس کی بنا پر تعدیل کے مقابلے میں اس کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔

سلفی اعتراض: یہ ایک مرسل روایت ہے چنانچہ اس کو حجت کے طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

جواب: جس حدیث کی سند کے آخر سے کوئی راوی ساقط ہو مثلاً تابعی، صحابی کو چھوڑ کر حضور ﷺ سے بلا واسطہ روایت کرے، اُسے مرسل حدیث کہتے ہیں۔ امام ابو داؤد فرماتے ہیں: ''مراسیل کا جہاں تک تعلق ہے، تو پہلے زمانے میں امام مالک، سفیان ثوری اور امام اوزاعی وغیرہ ان سے استدلال کرتے تھے۔ یہاں تک کہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا زمانہ آیا اور انہوں نے مرسل حدیث پر کلام کرنا شروع کیا۔ بہر حال جب حدیث متصل نہ ہو تو حدیث مرسل سے استدلال کیا جاتا ہے، اگرچہ وہ متصل کی طرح قوی نہیں ہوتی۔ [۲۵]

---

۲۴ امام ابن حجر: تہذیب التہذیب، ج: ۳، ص: ۳۸۳، نمبر ۸۱۵، بیروت، دار الفکر، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء

روى عن دراج أبي السمح والوليد بن قيس ويزيد بن أبي حبيب ويحيى بن سعيد الانصاري وغيرهم وعنه حيوة بن شريح وابن لهيعة وعبد الحميد بن سالم وابن وهب قال عبد الله بن احمد عن أبيه ما أرى به بأسا وقال أبو داود لا بأس به وقال النسائي ليس به بأس وذكره ابن حبان في الثقات.

قلت: وقال ابن يونس كان فقيها فقال توفي سنة ثلاث وخمسين ومائة وقال ابن بكير سنة (51) قال ابن يونس وهو عندي اصح وقال العجلي ثقة وفي الميزان عن الدار قطني أنه متروك.

۲۵ امام ابوداؤد، رسالۃ ابی داؤد الی اھل مکۃ فی وصف سُننہ، ص: ۲۵، بیروت، مکتبہ اسلامی، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۴ء

أما المراسيل فقد كان يحتج بها العلماء فيما مضى مثل سفيان الثوري ومالك والأوزاعي حتى جاء الشافعي فتكلم فيه وتابعه على ذلك أحمد بن حنبل وغيره فإذا لم يكن مسند غير المراسيل ولم يوجد المرسل يحتج به وليس هو مثل المتصل في القوة.

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: امام مالک، امام ابوحنیفہ، امام احمد اور اکثر فقہا کے نزدیک مرسل قابلِ استدلال ہے۔ اور امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ جب مرسل کی تائید کسی دوسرے ذریعے سے ہو جائے تو وہ قابلِ استدلال ہے۔ [۲۶]

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ امام ابن جریر کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: ''تمام تابعین مُرسل کے مقبول ہونے پر متفق ہیں، ان میں سے کسی کا انکار منقول نہیں۔ اس کے بعد دو سو سال تک بھی کسی امام نے انکار نہیں کیا۔ [۲۷]

ان تمام عبارات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ علمائے کرام نے کچھ شرطوں کے ساتھ مرسل روایات کو قبول کیا ہے۔ گذشتہ چودہ سو سالوں میں حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی فقہ کے تمام علماے کرام نے امام ابوداؤد کی مذکورہ بالا مرسل روایات سے یہ استدلال کیا ہے کہ عورت کو سجدے کے وقت اپنے جسم کے بعض حصّوں کو زمین سے ملا کر رکھنا چاہیے۔ اس کے برعکس مَردوں کو سجدے کی حالت میں اپنے اجزا زمین سے اُٹھا کر رکھنے چاہئیں۔ ان کی کہنیاں زمین سے مَس نہ ہونی چاہیے۔ عورتوں اور مَردوں کے بیچ اس فرق کا سبب سَتر اور پوشیدگی ہے۔ سجدے کی حالت میں عورتوں کے اجزا زمین سے ملنے کی وجہ سے زیادہ پوشیدگی اور حیا مضمر ہے۔

غیر مقلدین حضرات اُصولِ حدیث سے ناواقف معلوم ہوتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو ''اہلِ حدیث'' کہتے ہیں۔ اُصولِ فقہ اور حدیث کی مخالفت کرتے ہوئے یہ حضرات صرف البانی کی تقلید کرتے ہیں۔

☆☆☆☆

---

۲۶ امام نووی شرح صحیح مسلم، ص: ۳۰، قاہرہ، مکتبۃ الازہر، ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۹ء۔
ومذهب مالك وأبي حنيفة وأحمد وأكثر الفقهاء أنه يحتج به ومذهب الشافعي أنه اذا انضم الى الجواب ما يعضده احتج به وذلك بأن يروى أيضا.

۲۷ امام سیوطی: تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی، ج ۱ ص ۱۰۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء
قال ابن جرير أجمع التابعون بأسرهم على قبول المرسل ولم يأت عنهم إنكاره ولا عن أحد من الأئمة بعدهم إلى رأس المائتين.

عورت کو نماز میں کیسے بیٹھنا چاہیے؟

''مسند ابو حنیفہ'' میں یہ روایت موجود ہے کہ امام ابو حنیفہ امام نافع [۲۸] سے راوی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں نماز کس طرح پڑھتی تھیں؟ فرمایا وہ چار زانو (تربع) بیٹھتی تھیں۔ پھر ان کو حکم دیا گیا کہ سُرین کے بل (یختفون) بیٹھیں۔ [۲۹]

حدیث کا تجزیہ

بعض غیر مقلدین حضرات نے اس روایت پر قول کیا ہے۔ اس لیے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ ان تمام اشکال کا جواب دے دیا جائے۔

پہلی سند:

وأخرجه القاضی عمر بن الحسن الأشنانی عن علی بن محمد البزاز عن أحمد بن محمد بن خالد عن زر بن نجیح عن ابراهیم بن المهدی عن أبی جواب الأحوص بن جواب عن سفیان الثوری عن أبی حنیفه رحهم الله۔

قاضی عمر بن الحسن الاشنانی (م ۳۳۹ھ/ ۹۵۰ء) نے مذکورہ بالا روایت کو مسند ابو حنیفہ روایہ الاشنانی میں نقل کیا ہے۔ اس کی سند میں تمام راوی ثقہ ہیں۔ [۳۰]

---

[۲۸] نافع (م ۱۱۷ھ/ ۷۳۵ء) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے اور علم حدیث میں امام ابوحنیفہ نے ان سے سماعت کی۔

[۲۹] عبداللہ الحارثی، مسند ابوحنیفہ روایہ حارثی، ص ۴۰، نمبر ۹۷، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء

قال أبو محمد: کتب الی زکریا بن یحی النیسابوری، وحدثنی قبیصة الطبری، عنه. قال: أخبرنی عبدالله بن أحمد بن خالد الرازی، حدثنی ابن نجیح أبو ثابت البصری، أخبرنا ابراهیم بن المنذر، أخبرنا أبو الجواب الأحوص بن جواب، أخبرنا سفیان الثوری، عن أبی حنیفة، عن نافع، عن ابن عمر، أنه سئل کیف کان النساء یصلین علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم؛ قال: "لکن یتربعن ثم أمرن أن یختفرن."

[۳۰] الخوارزمی، جامع مسانید امام الاعظم، ج:۱، ص: ۴۹۳، حیدر آباد، دائرۃ المعارف العثمانیہ، ۱۴۲۹ھ/ ۲۰۰۸ء

دوسری سند:

أخرجه أبو محمد البخاری عن قبیصه الطبری عن زکریا بن یحی النیسابوری عن عبدالله بن أحمد بن خالد الرازی عن أبی ثابت زر بن نجیح البصری عن ابراهیم بن المهدی عن أبی الجواب الأحوص بن الجواب عن سفیان الثوری عن أبی حنیفه رضی الله عنهما۔

عبداللہ ابن محمد الحارثی (م ۳۴۰ھ/ ۹۵۲ء) نے اس روایت کو مسند ابو حنیفہ روایہ الحارثی میں نقل کیا ہے۔ بعض حضرات نے بغض کی بنا پر امام الحارثی کے اوپر قول کیا ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ بہت سے محدثین نے ان کے بارے میں اچھی رائے قائم کی ہے۔ طوالت کے خوف سے ہم یہاں اس مسئلے پر گفتگو نہیں کرر ہے کیوں کہ جو پہلی سند پیش کی ہے، اُس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ [۳۱]

تیسری سند:

وأخرجه ابن خسرو فی مسنده عن أبی الفضل بن خیرون عن خاله أبی علی الباقلانی عن أبی عبدالله بن دوست العلاف عن القاضی الأشنانی باسناده المذکور الی أبی حنیفه رحمه الله۔

ابوعبداللہ الحسین بن محمد بن خسرو بلخی (م ۵۲۲ھ/ ۱۱۲۸ء) نے مذکورہ بالا روایت کو مسند ابوحنیفہ روایہ الخسرو میں نقل کیا ہے۔ اس کی سند میں تمام راوی ثقہ ہیں۔ [۳۲]

غیر مقلدین حضرات نے پہلی اور تیسری اسناد کو جان بوجھ کر نظر انداز کر دیا اور صرف دوسری سند کو ضعیف سمجھتے ہوئے متروک قرار دیا، یہ سمجھتے ہوئے کہ ہم اہلِ سنّت کے پاس صرف یہی ایک دلیل ہے، جبکہ دیگر روایات سے یہ حدیث صحیح ثابت ہورہی ہے۔

غیر مقلد حضرات کی علمی خیانت کا یہ پرانا طریقہ رہا ہے۔ کسی مسئلے پر اگر مختلف اسناد سے کوئی روایت وارد ہوئی ہے تو غیر مقلدین جان بوجھ کر قوی اسناد کو نظر انداز کر کے صرف ضعیف اسناد کا ذکر کرتے ہیں۔ اس طرح سادہ لوح مسلمان کو "ضعیف حدیث، ضعیف حدیث" کی رٹ لگا کر اہلِ سنّت سے بدظن اور دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

---

۳۱ ایضاً ۳۲ ایضاً

چاروں فقہی مذاہب اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ نماز میں عورتوں کے بیٹھنے کا طریقہ وہ ہو جس سے زیادہ سے زیادہ اُن کی پوشیدگی اور حیا کا اظہار ہو۔ مذکورہ بالا روایت کو نظر انداز کرتے ہوئے غیر مقلدین حضرات اپنے مولوی البانی کی تقلید کرتے ہوئے زیادہ فخر محسوس کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا روایت میں یہ ارشاد فرمایا کہ عورتوں کو شروع میں چارزانو بیٹھنے کی اجازت تھی۔ پھر ان کو حکم دیا گیا کہ سُرین کے بل بیٹھے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ تمام روایتیں جن میں عورتوں کے چارزانو (تربع) بیٹھنے کا ذکر ملتا ہے، وہ ابتداے اسلام کے زمانہ کی ہیں۔ بعد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے متعلق نماز کے احکام کو بدلتے ہوئے حکم فرمایا کہ اب وہ سُرین کے بل بیٹھا کریں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ ''حکم دیا گیا'' مرفوع حدیث کے حکم میں آتا ہے۔

امام حصکفی (م ۶۵۰ھ/ ۱۲۵۲ء) نے بھی اس روایت کو اپنی مسند میں نقل کیا ہے۔ [۳۳]

اور اس کتاب پر امام ملا علی قاری (م ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۵ء) شرح لکھتے ہوئے اس روایت کو تسلیم کیا۔ [۳۴]

اب تک ہم نے دو احادیث کا ذکر کیا ہے، جو یہ واضح کرتی ہیں کہ عورتوں کا نماز میں بیٹھنے اور سجدہ کرنے کا طریقہ مَردوں سے الگ ہے۔ یہ طریقہ اختیار کرنے سے عورتوں کو زیادہ سے زیادہ حیا، پوشیدگی اور سہولت حاصل ہوتی ہے، جو مقصدِ شرعی بھی ہے۔ اس کے برعکس غیر مقلد حضرات اس بات پر بضد ہیں کہ عورتوں کو مَردوں کی مانند ہی سجدہ کرنا چاہیے! اُن کی اس ضد پر عورتیں اگر عمل کریں گی تو یہ نہایت ناشائستہ اور بے شرمی معلوم ہوتی ہے۔ کیوں کہ مَردوں کی مانند سجدہ کرنے سے سُرین اُٹھ جاتی ہیں جو کہ عورتوں کے لیے نازیبا اور شرم کا باعث ہے۔

ان احادیث کے بعد ہم اب اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لیے مزید دلائل پیش کریں گے۔

---

۳۳ الحصکفی، مسند ابو حنیفہ روایہ حصکفی، ص: ۱۱۸، قاہرہ، الآداب، سال طبع ندارد

۳۴ علی القاری: شرح مسند ابو حنیفہ، ص: ۱۹۱، بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء)

ہاتھ اُٹھانے کا طریقہ

نماز میں مرد اپنے ہاتھوں کو کان کی لَو تک اور عورتیں کندھوں تک اُٹھاتی ہیں۔ مرد ہو یا عورت کوئی بھی فرد نماز میں اقامت کے وقت اگر اپنے ہاتھوں کو کان کی لَو تک اُٹھاتا ہے تو اُس کے بازو اور بغل کے درمیان فاصلہ بن جاتا ہے، جبکہ صرف کندھوں تک ہاتھ اُٹھانے سے یہ فاصلہ نہیں بنتا۔ کوئی بھی شخص عملی طور پر یہ آزما سکتا ہے۔ کندھوں تک ہاتھ اُٹھانے کی صورت میں زیادہ پوشیدگی اور ستر پوشی حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے عورتوں کی جسمانی ساخت کی بنا پر اُن کے لیے یہ طریقۂ کار اختیار کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس کی تائید میں حدیث پیش کی جاتی ہے۔

۱) عبد ربہ روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت اُم درداؓ کو دیکھا کہ وہ نماز میں اپنے کندھوں تک ہاتھ اُٹھاتی تھیں۔ [۳۵]

۲) حضرت وائل ابن حجرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مرد اپنے کانوں تک ہاتھ اُٹھائے اور اپنی چھاتیوں تک اُٹھائے۔ [۳۶]

---

[۳۵] امام بخاری، جزر فع یدین ص:۶۶، حدیث نمبر ۶۰، بیروت، دار ابن حزم، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء
حدثنا خطاب بن عثمان عن إسماعيل عن عبد ربه بن سليمان بن عمير قال: رأيت أم الدرداء ترفع يديها في الصلاة حذو منكبيها

[۳۶] الطبرانی، معجم الکبیر، ج: ۲۲، ص: ۱۹، قاہرہ، مکتبہ ابن تیمیہ، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء
حدثنا محمد بن عبد الله الحضرمي قال حدثتني ميمونة بنت عبد الجبار بن وائل بن حجر عن أبيها عبد الجبار عن علقمة عمها عن وائل بن حجر قال: جئت النبي صلى الله عليه وسلم فقال: هذا وائل بن حجر جاءكم لم يجئكم رغبة ولا رهبة جاء حبا لله ولرسوله وبسط له رداءه وأجلسه إلى جنبه وضمه إليه وأصعد به المنبر فخطب الناس فقال لأصحابه: ارفقوا به فأنه حديث عهد بالملك فقلت: ان أهلي قد غلبوني على الذي لي قال: أنا أعطيكه وأعطيك ضعفه فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا وائل بن حجر إذا صليت فاجعل يديك حذاء أذنيك والمرأة تجعل يديها حذاء ثدييها.

امام ہیثمی فرماتے ہیں کہ امام طبرانی نے ایک طویل حدیث کے تحت اس حدیث کو ذکر کیا۔ اس کی سند میں میمونہ بنت حجر ہیں جو اُمّ یحییٰ بن عبدالجبار سے روایت کرتی ہیں، جن کو مَیں نہیں جانتا اور باقی راوی سب ثقہ ہیں۔ [۳۷]

چھاتی یا کندھے تک ہاتھ اُٹھانے میں زیادہ فرق نہیں۔ کیوں کہ چھاتی تک ہاتھ اُٹھانے میں اُنگلیوں کی پور کندھوں تک آتی ہے جب کہ اگر عورت اپنے ہاتھوں کو کان کی لَو تک اُٹھاتی ہے تو ایسی حالت میں اس کے بازو اور بغل کے درمیان فاصلہ بن جاتا ہے۔ جو عورت کے بدن کو پوشیدہ کرنے میں رکاوٹ کا سبب بنتا ہے۔

مذکورہ بالا روایت کی سند میں ایک مجہول راوی کی بنا پر وہ سند ضعیف ہے۔ لیکن حضرت اُمّ درداؓ کی سند جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، اس ضعیف سند کو تقویت پہنچاتی ہے۔ واضح رہے کہ یہ ضعیف سند اپنے آپ میں حجت کے طور پر نہیں پیش کی گئی ہے، بلکہ حضرت اُمّ درداؓ والی صحیح سند کے علاوہ پیش کی ہے۔

۳) حضرت عطا (مشہور تابعی) سے عورتوں کے نماز میں ہاتھ اُٹھانے سے متعلق سوال کیا گیا، تو انہوں نے جواب دیا کہ عورتوں کو اپنے ہاتھ چھاتیوں تک اُٹھانا چاہیے۔ [۳۸]

۴) حماد ابن سلمہ (مشہور تابعی) یہ کہا کرتے تھے کہ عورتیں نماز میں اپنے ہاتھوں کو چھاتیوں تک اُٹھائیں۔ [۳۹]

۵) حضرت ابن جریج کہتے ہیں کہ مَیں نے حضرت عطا سے پوچھا کہ کیا عورت مردوں

---

۳۷ امام ہیثمی، مجمع الزوائد، ج:۲، ص:۲۷۲، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء

رواه الطبراني في حديث طويل في مناقب وائل من طريق ميمونة بنت حجر عن عمتها أم يحيى بنت عبد الجبار ولم أعرفها. وبقية رجاله ثقات

۳۸ ابن ابی شیبہ، مصنف، ج:۲، ص:۴۲۱، حدیث نمبر ۲۴۸۶، بیروت: دارقرطبہ، ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۶ء

حدثنا هشيم قال أنا شيخ لنا قال سمعت عطاء سئل عن المرأة كيف ترفع يديها في الصلاة قال حذو ثدييها

۳۹ ایضاً، حدیث نمبر: ۲۴۸۸

حدثنا خالد بن حيان عن عيسى بن كثير عن حماد أنه كان يقول في المرأة إذا استفتحت الصلاة ترفع يديها إلى ثدييها.

کی طرح تکبیر میں ہاتھ سے اشارہ کرے گی؟ حضرت عطا نے فرمایا کہ عورت مردوں کی طرح تکبیر میں ہاتھ نہ اُٹھائے گی، پھر انہوں نے ہاتھ اُٹھانے کا طریقہ دکھایا اور اپنے ہاتھوں کو جسم کے قریب اور بہت نیچے رکھا۔ اور فرمایا کہ عورتوں کے لیے جو طریقہ ہے، مردوں کے لیے وہ نہیں۔ [۴۰]، [۴۱]

☆☆☆☆

---

[۴۰] ایضاً، حدیث نمبر: ۲۴۸۹

حدثنا محمد بن بکر عن ابن جریج قال قلت لعطاء تشیر المرأة بیدیها بالتکبیر کالرجل قال لا ترفع بذلك یدیها کالرجل وأشار فخفض یدیه جدا وجمعهما إلیه جدا وقال إن للمرأة هیئة لیست للرجل وإن ترکت ذلك فلا حرج

[۴۱] عبد الرزاق، مصنف، ج: ۳، ص: ۱۷۳، حدیث نمبر ۵۰۶۶، بیروت، مجلس اسلامی، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء

عبد الرزاق عن ابن جریج قال: قلت لعطاء أتشیر المرأة بیدیها کالرجال بالتکبیر؟ قال: لا ترفع بذلك یدیها کالرجال. وأشار، فخفض یدیه جدا وجمعهما إلیه. وقال: للمرأة هیئة لیست للرجل.

عورتیں نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں؟

نماز میں عورتوں کے ہاتھ باندھنے کے متعلق غیر مقلد حضرات کا اہلِ سنّت و جماعت سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ خواتین اہلِ سنّت ہاتھ چھاتیوں پر رکھتی ہیں، جو کہ اُن کے لیے زیادہ حیا اور ستر پوشی کا باعث ہے۔

جہاں تک مرد حضرات کا تعلق ہے، تو وہ زیر ناف ہاتھ باندھتے ہیں۔ مَردوں کے اس عمل کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں جناب علقمہ اپنے باپ حضرت وائل بن حجر سے راوی ہیں کہ انہوں نے کہا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا۔ دایاں ہاتھ بائیں پر رکھے ہوئے نماز میں زیر ناف۔ [۴۲]

ایک دوسری روایت جس کے راوی بھی حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ ہیں، لیکن اس سند کو اُن کی بیوی نے بیان کیا۔ سعید نے اپنے باپ عبدالجبار سے، اُس نے اپنی ماں سے، اُس نے اپنے شوہر وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مَیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یہاں حاضر ہوا۔ آپ مسجد تشریف لے گئے، محراب میں داخل ہو کر پھر رفع یدین کیا۔ پھر سینے پر بایاں ہاتھ رکھ کر اوپر دایاں ہاتھ رکھا۔ [۴۳]

اس سند میں محمد بن حجر ایک ضعیف راوی ہیں، جس کی بنا پر اس کی اسناد ضعیف ہیں۔

---

[۴۲] ابن ابی شیبہ، مصنف، ج:۳، ص:۳۲۰، حدیث نمبر ۳۹۵۹، بیروت، دار قرطبہ، ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۶ء

حدثنا وكيع عن موسى بن عمير عن علقمة بن وائل بن حجر عن أبيه قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم وضع يمينه على شماله في الصلاة تحت السرة.

[۴۳] امام بیہقی، سنن الکبریٰ، ج:۲، ص:۳۰، حدیث نمبر ۲۱۶۶، مکہ المکرمہ، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء

أخبرنا أبو سعد: أحمد بن محمد الصوفي أخبرنا أبو أحمد بن عدى الحافظ حدثنا ابن صاعد حدثنا إبراهيم بن سعيد حدثنا محمد بن حجر الحضرمي حدثني سعيد بن عبد الجبار بن وائل عن أبيه عن أمه عن وائل بن حجر قال: حضرت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- نهض إلى المسجد فدخل المحراب، ثم رفع يديه بالتكبير، ثم وضع يمينه على يسراه على صدره

قرآن و احادیث کی روشنی میں تعویذ اور دم کے جواز پر ایک علمی و تحقیقی دستاویز

تعویذ! جائز یا ناجائز؟

مصنف:

انجینئر سید محمد فضل اللہ صابری

الحقائق فاؤنڈیشن

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کن کے بارے میں فرمایا "وہ ہم میں سے نہیں"

احادیثِ لیس منا

ترجمہ و ترتیب:

مولانا محمد مجاہد حسین حبیبی

نظرِ ثانی:

مبلغِ اسلام محمد افروز قادری

(دلاص یونیورسٹی، کیپ ٹاؤن، ساؤتھ افریقہ)

الحقائق فاؤنڈیشن

لیکن اس حدیث کو حیا اور ستر پوشی کی بنا پر قبول کیا گیا اور چودہ سو سال سے اس اُمت کی عورتوں نے اس پر عمل کیا۔ اور چاروں فقہی مسالک میں یہی طریقہ رائج ہے۔

حضرت عطا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عورت اپنے قیام میں ہاتھوں کو جتنا سمیٹ سکتی ہے سمیٹے، وہ بہتر ہے۔[۴۴]

غیر مقلد مرد حضرات کو عورتوں کے اس عمل سے اختلاف نہ ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ غیر مقلدین مرد بھی عورتوں کی مانند سینے ہی پر ہاتھ باندھتے ہیں۔

☆☆☆☆

---

[۴۴] عبدالرزاق، مصنف، ج: ۳، ص: ۱۳۷، حدیث نمبر ۵۰۶۷، بیروت: مجلس اسلامی، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء
عن ابن جریج، عن عطاء، قال تجمع المرأۃ یدیھا فی قیامھا ما استطاعت

نماز میں عورتوں کے بیٹھنے کے متعلق دیگر روایات

گذشتہ صفحات میں ہم نے عورتوں کے نماز میں بیٹھنے سے متعلق مسند امام اعظم ابو حنیفہ سے ایک صحیح حدیث نقل کی، جس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اب اس عنوان پر کچھ اور احادیث اور روایات پیش کی جارہی ہیں۔ ان میں سے بعض ضعیف ہیں لیکن اس ضعف کی وجہ سے مسند امام اعظم کی صحیح حدیث پر کوئی اثر نہ آئے گا۔

۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب عورت سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو رانوں کے ساتھ ملا دے کیوں کہ یہ کیفیت اس کے جسم کو زیادہ چھپانے والی ہے اور اللہ تعالیٰ عورت کی اس حالت کو دیکھ کر فرماتا ہے: اے فرشتو! میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ مَیں نے اس کو بخش دیا ہے۔"[۴۵]

نوٹ: اس سند میں ابو مطیع الحکم ابن عبداللہ بلخی کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہے۔

۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ عورت کی نماز کیسی ہوتی ہے؟ تو اُنہوں نے فرمایا کہ وہ سمٹ کر نماز پڑھے اور اپنے ایک پہلو پر بیٹھے۔[۴۶]

۳) حضرت نافع روایت کرتے ہیں کہ صفیہ[۴۷] نماز میں چارزانو بیٹھا کرتی تھیں۔[۴۸]

---

[۴۵] امام بیہقی، سنن الکبریٰ، ج:۲،ص:۲۲۲، مکہ المکرمہ، دارالباز، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء

أبي مطيع الحكم بن عبد الله البلخي عن عمر بن ذر عن مجاهد عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم إذا جلست المرأة في الصلاة وضعت فخذها على فخذها الأخرى وإذا سجدت الصقت بطنها في فخذيها كأستر ما يكون لها وإن الله تعالى ينظر إليها ويقول يا ملائكتي أشهدكم أني قد غفرت لها.

[۴۶] ابن ابی شیبہ، مصنف، ج:۲،ص:۵۰۵، حدیث نمبر ۲۷۹۴، بیروت: دار قرطبہ، ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۶ء

حدثنا أبو عبد الرحمن المقرى، عن سعيد بن أبي أيوب، عن يزيد بن أبي حبيب، عن بكير بن عبد الله بن الأشج، عن ابن عباس، أنه سئل عن صلاة المرأة، فقال: تجتمع وتحتفز.

[۴۷] صفیہ بن ابی عبید حضرت عبداللہ بن عمر کی زوجہ اور تابعیہ ہیں۔

[۴۸] ایضاً، ج:۲،ص:۵۰۶، حدیث نمبر ۲۸۰۰

حدثنا أبو خالد عن محمد بن عجلان عن نافع أن صفية كانت تصلي وهي متربعة

۴) حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے گھر کی خواتین نماز میں چار زانو بیٹھا کرتی تھیں۔[۴۹]

۵) مشہور تابعی حضرت خالد بن لجلاج فرماتے ہیں کہ عورتوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ جب نماز میں بیٹھیں تو چارزانو بیٹھیں، مَردوں کی طرح اپنی سُرین پر نہ بیٹھیں۔[۵۰] عورت کو اس سے اس اندیشہ کی وجہ سے بچایا جاتا ہے کہ اس کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہو جائے۔[۵۱]

٦) حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ عورت نماز میں اپنے پہلو سے بیٹھے۔[۵۲]

۷) حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں عورت کو نماز میں اپنی رانوں کو ملا کر ایک زانو بیٹھنا چاہیے۔[۵۳]

---

[۴۹] ایضاً، ج:۲،ص:۵۰۷،حدیث نمبر:۲۸۰۵

حدثنا وکیع عن العمری عن نافع قال: کن نساء ابن عمر یتربعن فی الصلاۃ۔

[۵۰] گذشتہ صفحات میں ہم یہ ذکر کر چکے ہیں۔ شروع میں عورتوں کو چارزانو بیٹھنے کی اجازت تھی لیکن بعد میں اس حکم کو بدل کر سُرین پر بیٹھنے کا حکم دیا گیا۔

[۵۱] ایضاً، ج:۲،ص:۵۰٦،حدیث نمبر ۲۷۹۹

حدثنا إسماعيل ابن علية . عن محمد بن إسحاق، عن زرعة، عن إبراهيم ، عن خالد بن اللجلاج، قال : كن النساء يؤمرن أن يتربعن إذا جلسن في الصلاة ولا يجلسن جلوس الرجال على أوراكهن يتقي ذلك على المرأة مخافة أن يكون منها الشيء

[۵۲] ایضاً، ج:۲،ص:۵۰۸،حدیث نمبر ۲۸۰۸

حدثنا أبو بكر قال: حدثنا وكيع عن سفيان عن منصور عن إبراهيم قال: تجلس المرأة من جانب في الصلاة.

[۵۳] عبدالرزاق، مصنف، ج:۳،ص:۱۳۹،حدیث نمبر ۵۰۷۷، بیروت: مجلس الاسلامی، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء

عبد الرزاق عن الثوري . ومعمر . عن منصور . عن إبراهيم . قال "تؤمر المرأة في الصلاة في مثنى أن تضم فخذيها من جانب

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور اُن کی زوجہ

مذکورہ بالا سطر میں ہم نے پڑھا کہ حضرت عبداللہ ابن عمر کی زوجہ صفیہ بنت ابی عبید نماز میں چار زانو بیٹھا کرتی تھیں لیکن خود عبداللہ ابن عمر کا فرمان اس کے برعکس تھا۔ امام بخاری نقل فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مسلمہ، امام مالک، عبدالرحمٰن بن قاسم، عبداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو نماز میں چار زانو بیٹھتے ہوئے دیکھا تو میں نے بھی ایسا ہی کیا اور ان دنوں میں کم عمر تھا تو حضرت عبداللہ بن عمر نے مجھے منع کیا اور فرمایا نماز میں بیٹھنے کا سنّت طریقہ یہ ہے کہ اپنے دائیں پیر کو کھڑا رکھو اور بائیں پیر کو بچھالو۔ میں عرض گزار ہوا کہ آپ تو اس طرح کرتے ہیں؟ فرمایا کہ میرے پیر میرا بوجھ نہیں اٹھاتے۔ [۵۴]

قارئین غور فرمائیں! حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ''نماز میں بیٹھنے کا سنّت طریقہ یہ ہے کہ اپنے دائیں پیر کو کھڑا رکھو اور بائیں پیر کو بچھالو'' لیکن اُن کی زوجہ صفیہ بنت ابی عبید نماز میں چار زانو بیٹھا کرتی تھیں۔ اب سوال یہ اُٹھتا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی زوجہ کو غیر سنّت طریقے سے نماز پڑھتے دیکھا تو روکا کیوں نہیں؟ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جو سنّت طریقہ بیان فرمایا وہ ''مردوں'' کے لیے تھا۔ انہوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے اس بات کی تعلیم حاصل کی ہوگی کہ نماز میں عورتوں کے بیٹھنے کا طریقہ مَردوں سے الگ ہے۔ اسی بنا پر انہوں نے اپنی زوجہ کو نہ ٹوکا۔

☆☆☆☆

---

[۵۴] امام بخاری: صحیح البخاری، ج ۱، ص ۱۶۵، حدیث نمبر: ۸۲۷، قاہرہ: دار طوق النجاۃ، ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۳ء
عبداللہ بن عمر و قال إنما سنۃ الصلاۃ أن تنصب رجلك الیمنی و تثنی الیسری.

عورتوں کے سجدے سے متعلق کچھ اور روایات

گذشتہ صفحات میں ہم نے امام ابو داؤد کی ''کتاب المراسیل'' میں عورتوں کے سجدے سے متعلق حدیث کا ذکر کیا۔ اس حدیث پر محدّثین کا کوئی اعتراض وارد نہیں ہے۔ تمام فقہا نے اس حدیث کی روشنی میں عورتوں کے سجدے کے طریقے کو مَرد سے الگ بتایا ہے۔ اس مسئلے پر ہم مزید حدیث پیش کرتے ہیں۔

۱) علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا عورتیں نماز میں سُرین کے بل بیٹھیں اور اپنی رانوں کو ملا کر رکھیں۔ [۵۵]

۲) علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عورت کو نماز میں سُرین کے بل بیٹھنا چاہیے اور اپنی رانوں کو پیٹ کے قریب رکھنا چاہیے۔ [۵۶]

تشریح:

مذکورہ بالا دونوں اسناد میں الحارث بن عبداللہ الأعور (م ۷۰ھ/ ۶۹۸ء) موجود ہیں، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے۔ بعض محدثین نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔ غیر مقلد حضرات نے ان پر کی گئی تمام جرح کا ذکر کیا ہے لیکن تعدیل کو نظر انداز کیا ہے۔ غیر مقلد حضرات کی علمی خیانت کی یہ بھی ایک مثال ہے۔ غیر مقلد حضرات نے لکھا کہ ''الحارث بن عبداللہ الأعور کو امام مسلم نے کذاب کہا اور امام مدینی کے مطابق یہ علی رضی اللہ عنہ کے اوپر جھوٹے واقعات منسوب کرتا تھا۔ امام ابن حبان نے انھیں شیعہ اور ضعیف فی الحدیث قرار دیا۔''

---

[۵۵] ایضاً، ج: ۲، ص: ۵۰۴، حدیث نمبر ۲۷۹۳

حدثنا أبو الأحوص، عن أبي إسحاق، عن الحارث، عن علي، قال: إذا سجدت المرأة فلتحتفز ولتضم فخذيها.

[۵۶] عبدالرزاق، مصنف، ج: ۳، ص: ۱۳۸، حدیث نمبر ۵۰۷۲، بیروت: مجلس الاسلامی، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء

عن عن إسرائيل، عن أبي إسحاق، عن الحارث، عن علي، قال: "إذا سجدت المرأة فلتحتفز، ولتلصق فخذيها ببطنها.

بے شک یہ تمام جرح امام ابن حجر نے ''تہذیب التہذیب'' میں نقل فرمائی۔ لیکن اسی تہذیب التہذیب میں امام ابن حجر نے جو تعدیل بیان کی ہے، اُس کو سلفی حضرات نے نظر انداز کیا۔ یہ ان کی علمی خیانت کا بین ثبوت ہے! امام ابن حجر الحارث بن عبداللہ الأعور کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ ''ابن معین نے کہا ان میں کوئی حرج نہیں (ليس به بأس) ابن ابوداؤد نے فرمایا کہ الحارث ایک فقیہ تھے اور لوگ اُن کو پسند کرتے تھے۔ علومِ وراثت میں وہ ماہر تھے اور اس علم کو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا۔ ابن ابی خیثمہ سے الحارث کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ محدثین نے ان کی روایتوں کو قبول فرمایا۔ ابن شاہین اپنی کتاب الثقات میں نقل فرماتے ہیں کہ احمد ابن صالح مصری بیان فرماتے ہیں کہ الحارث الأعور ثقہ راوی تھے۔ علی رضی اللہ عنہ سے ان کی روایت حسن درجے تک پہنچی۔ جب صالح المصری کو اس بات کی خبر دی گئی کہ امام شعبیؒ الحارث کو کذّاب مانا کرتے تھے۔ یہ سن کر احمد ابن صالح نے فرمایا کہ وہ (یعنی الحارث ابن عبداللہ) حدیث روایت کرنے میں جھوٹ نہیں بولتے بلکہ صرف اپنی رائے بیان کرنے میں جھوٹ بولتے تھے۔'' ۵۷

۳) ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت کو سجدے کے وقت اپنی رانوں کو پیٹ سے ملا لینا چاہیے۔ اور اپنے اجزا کو کھولنا نہ چاہیے، تا کہ اس کے سُرین اوپر نہ ہو جائے۔ ۵۸

۴) ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''عورتیں سجدے کی حالت میں اپنی رانوں کو سمیٹ

---

۵۷ ابن حجر، تہذیب التہذیب، ج:۲، ص:۱۲۶، نمبر ۲۴۸، بیروت، دارالفکر، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء

وقال الدوری عن بن معين الحارث قد سمع من بن مسعود وليس به بأس۔ قال بن أبي داود كان الحارث أفقه الناس وأحسب الناس وافرض الناس تعلم الفرائض من علی – قال بن أبی خيثمة قيل ليحيى يحتج بالحارث فقال ما زال المحدثون يقبلون حديثه۔

۵۸ ابن ابی شیبہ، مصنف، ج:۲، ص:۵۰۵، حدیث نمبر ۲۷۹۸، بیروت: دارقرطبہ، ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۶ء

دثنا وكيع، عن سفيان، عن منصور، عن إبراهيم، قال: "إذا سجدت المرأة فلتلزق بطنها بفخذيها ولا ترفع عجيزتها ولا تجافى كما يجافى الرجل.

لے اور اپنے پیٹ کو رانوں کے سہارے رکھے۔"[۵۹]

۵) حضرت مجاہد اس بات کو ناپسند فرماتے کہ مرد بھی سجدے میں اپنے پیٹ کو رانوں سے عورتوں کی مانند ملائیں۔[۶۰]

۶) حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت سجدے میں اپنے جسم کو سمیٹ لے۔[۶۱]

۷) ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ اپنے ہاتھ اور پیٹ کو سجدہ کرتے وقت اپنی رانوں پر رکھے اور مرد کی طرح نہ کھولے، تاکہ اس کی سُرین اوپر نہ ہو جائیں۔[۶۲]

۸) حضرت عطا فرماتے ہیں کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنے جسم کو سمیٹ لے۔ اپنے پیٹ اور چھاتی کو رانوں سے چپکا لے اور ہاتھوں کو جسم سے قریب لے آئے۔[۶۳]

۹) حسن بصری اور قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ عورت جب سجدہ کرے تو جس قدر

---

۵۹ ایضاً نمبر ۲۷۹۵

حدثنا أبو الأحوص، عن مغيرة، عن إبراهيم، قال: "إذا سجدت المرأة فلتضم فخذيها ولتضع بطنها عليهما

۶۰ ایضاً، حدیث نمبر ۲۷۹۶

حدثنا جرير، عن ليث، عن مجاهد أنه كان يكره أن يضع الرجل بطنه على فخذيه إذا سجد كما تصنع المرأة.

۶۱ ایضاً، حدیث نمبر ۲۷۹۷

حدثنا ابن مبارك، عن هشام، عن الحسن، قال: "المرأة تضطم في السجود

۶۲ عبدالرزاق، مصنف، ج: ۳، ص: ۱۳۸، حدیث نمبر ۵۰۷۱، بیروت: مجلس الاسلامی، ۱۴۰۳ھ/ ۱۹۸۳ء

عبد الرزاق عن معمر، والثوري، عن منصور، عن إبراهيم، قال " كانت تؤمر المرأة أن تضع ذراعها وبطنها على فخذيها إذا سجدت، ولا تتجافى كما يتجافى الرجل، لكي لا ترفع عجيزتها.

۶۳ ایضاً، ج: ۳، ص: ۱۳۷، حدیث نمبر ۵۰۶۹

عبد الرزاق عن ابن جريج، عن عطاء، قال " تجتمع المرأة إذا ركعت ترفع يديها إلى بطنها، وتجتمع ما استطاعت، فإذا سجدت فلتضم يديها إليها، وتضم بطنها وصدرها إلى فخذيها، وتجتمع ما استطاعت.

ہو سکے اپنے جسمانی اجزا کو کھولے نہ اور سمیٹ کرر کھے، تا کہ اُس کی سُرین اوپر نہ ہو جائے۔ [٦۴]

مذکورہ بالا روایتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کبائر تابعین مثلاً عطا، حسن بصری، ابراہیم نخعی، قتادہ اور مجاہد وغیرہ ان تمام کی یہی رائے تھی کہ عورتوں اور مردوں کے طریقۂ نماز میں فرق ہے۔ انہوں نے اس فرق کی حکمت بھی بیان فرمائی، جو کہ پوشیدگی اور حیا ہے۔ اگر کوئی عورت مردوں کی مانند سجدہ کرتی ہے تو اُس کے سُرین کے اوپر ہو جانے کی بنا پر شرم و حیا اور پوشیدگی قائم نہ رہ پائے گی۔ لیکن غیر مقلد حضرات اپنی ضد کے آگے کسی کی نہیں مانتے۔ اور اس بات پر زور دیتے ہیں کہ عورت بھی مردوں کی مانند سجدہ کرے اور اپنے سُرین کو اوپر اُٹھائے۔ اُن کی یہ ضد صرف اپنی اَنا اور البانی کی تقلید کی بنا پر ہے۔

☆☆☆

---

[٦۴] ایضاً، حدیث نمبر ۵۰٦۸

عبد الرزاق عن معمر ، عن الحسن ، وقتادة ، قالا : " إذا سجدت المرأة ، فإنها تنضم ما استطاعت، ولا تتجافى لكي لا ترفع عجيزتها.

عورت رکوع کیسے کرے؟

مردوں کو رکوع کی حالت میں اپنے کمر اور سر کو سیدھا رکھنا چاہیے۔ گھٹنے پر انگلیاں پھیلا کر مضبوط پکڑنا چاہیے۔ پنڈلی اور رانیں سیدھی رہنی چاہیے۔ بازو جسم سے علیحدہ رہنا چاہیے اور سینے اور ہاتھوں کے درمیان فاصلہ رکھنا چاہیے۔

اگر عورت بھی مرد کی مانند انگلیاں پھیلا کر گھٹنے کو مضبوطی سے پکڑے گی تو اُس کی سُرین جسم سے پھیلی ہوئی دکھائی دے گی، جو حیا اور شرم کے برعکس ہے۔ اسی بنا پر عورت کو رکوع کی حالت میں صرف اتنا جھکنے کا حکم دیا گیا جس سے اُس کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ عورتوں کو گھٹنا مضبوطی سے پکڑنے کی ضرورت نہیں، انہیں اپنی انگلیوں کو بند رکھنا چاہیے اور کہنیاں اور بازو جسم سے ملے ہوئے رہیں۔

حضرت عطا نے فرماتے ہیں کہ عورت جب رکوع کرے تو اپنے آپ کو سکیڑ (سمیٹ) کر رکھے۔ اپنے ہاتھ پیٹ تک اُٹھائے اور جس قدر ہو سکے اپنے کو ملا کر رکھے۔ ۶۵

☆☆☆☆

---

۶۵ ایضاً، حدیث نمبر ۵۰۶۹

عبد الرزاق عن ابن جریج . عن عطاء . قال " تجتمع المرأة إذا رکعت ترفع یدیها إلی بطنها . وتجتمع ما استطاعت

حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی فقہائے کرام کے ارشادات

حنفی فقہ

۱) عورت اپنے ہاتھوں کو کندھے تک اُٹھائے، اپنی ہتھیلیاں آستین سے باہر نہ نکالے۔[۶۶]

۲) امام بدرالدین عینی (م ۸۵۵ھ/ ۱۴۵۱ء) تحریر فرماتے ہیں "اُم درداء، عطا، زہری اور حماد کے مطابق عورت کو اپنا ہاتھ چھاتی تک اُٹھانا چاہیے۔"[۶۷]

۳) محمد ابن مقاتل اپنے اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ عورتوں کو ہاتھ کندھے تک اُٹھانا چاہیے۔[۶۸]

۴) امام برہان الدین المرغینانی (م ۵۹۳ھ/ ۱۱۷۹ء) اپنی مشہور کتاب "الهدایه" میں تحریر فرماتے ہیں کہ "عورت اپنے ہاتھ کو کندھے کے قریب تک اُٹھائے۔"[۶۹]

۵) فتاویٰ ہندیہ میں تحریر ہے: "عورت اپنے اجزا کو رکوع اور سجدے میں نہ پھیلائے۔ سجدے کی حالت میں وہ اپنے رانوں اور پیٹ کو ملا کر رکھے۔"[۷۰]

۶) عورتوں کے بیٹھنے کے طریقے کے متعلق لکھا ہے: "عورت اپنے بائیں سُرین پر بیٹھے گی اور دونوں پاؤں کو دائیں جانب باہر کی طرف نکالے گی۔"[۷۱]

---

۶۶ سید ابن عابدین شامی، ردّ المحتار، ج:۲، ص:۲۱۱، ریاض: دار عالم الکتب ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۳ء
ترفع یدیها حذاء منکبیها .ولا تخرج یدیها من کمیها

۶۷ العینی، البنایه شرح الهدایه، ج:۲، ص:۱۷۳، بیروت: دار الکتب العلمیه، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء
وعن أم الدرداء وعطاء والزهری وحماد وغیرهم أن المرأة ترفع یدیها علی ثدییها۔

۶۸ ایضاً
روی محمد بن مقاتل عن اصحابنا أنها ترفع حذاء منکبیه۔

۶۹ امام مرغینانی، الهدایه، ج:۱، ص:۴۸، بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء
والمرأة ترفع یدیها حذاء منکبیها .

۷۰ الفتاویٰ الهندیه، ج:۱، ص:۷۵، مصر، بولاق: المطبعة الکبریٰ الامیریة، ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء
والمرأة لا تجافی فی رکوعها وسجودها وتقعد علی رجلیها وفی السجدة تفترش بطنها علی فخذیها۔

۷۱ ایضاً۔ وان کانت امرأة جلست علی الیتها الیسری وأخرجت رجلیها من الجانب الأیمن۔

۷) مشہور حنفی فقیہ اور محدث امام ابو جعفر طحاوی تحریر فرماتے ہیں: ''جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے تو ہمارے علمائے کرام نے یہ فرمایا ہے کہ اس کے بیٹھنے کا طریقہ وہ ہو جس سے شرم، حیا اور پوشیدگی قائم رہے۔[۲]

۸) امام سید ابن عابدین شامی (م ۱۲۵۲ھ/ ۱۸۳۶ء) تحریر فرماتے ہیں: ''عورت اپنے ہاتھ کو کندھوں تک اُٹھائے اور آستین سے باہر نہ نکالے۔ اپنی چھاتی کے اوپر ایک ہتھیلی پر دوسری ہتھیلی کو رکھے۔ رکوع میں ہلکا جھکے۔ رکوع کے درمیان اپنی انگلیوں کو نہ پھیلائے بلکہ اُن کو سمیٹ کر رکھے۔ رکوع اور سجدے کی حالت میں اپنے جسم کو سمیٹے۔ اور سجدے کی حالت میں اپنی کہنیوں کو زمین سے لگا دے۔ بیٹھنے کی حالت میں پاؤں ایک جانب نکالے اور تشہد کی حالت میں انگلیوں کو پھیلا کر نہ رکھے۔''[۳]

۹) دوسرے مقام پر ابن عابدین شامی تحریر فرماتے ہیں: ''رکوع میں اپنی انگلیوں کو پھیلائے نہ جسم کو سمیٹ کر رکھے، اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھے، اپنے جسم کے اجزا کو پھیلائے نہ، کیوں کہ اس سے زیادہ پوشیدگی اور ستر پوشی حاصل ہوتی ہے۔[۴]

☆☆☆☆

---

[۲] امام طحاوی، (امام ابو بکر جصاص نے مختصر کیا)، مختصر اختلاف العلماء، ج:۱، ص: ۲۱۲، بیروت: دار البشائر الاسلامیہ، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء

وأما جلوس المرأة فان أصحابنا قالوا تقعد كأستر ما يكون لها.

[۳] سید ابن عابدین شامی، ردّ المحتار، ج:۱، ص: ۵۰۴، بیروت: دار الفکر، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء

ترفع يديها حذاء منكبيها ولا تخرج يديها من كميها وتضع الكف على الكف تحت ثديها وتنحنى فى الركوع قليلا ولا تعقد ولا تفرج فيه أصابعها بل تضمها وتضع يديها على ركبتيها ولا تحنى ركبتيها وتنضم فى ركوعها وسجودها وتفترش ذراعيها وتتورك فى التشهد وتضع فيه يديها تبلغ رؤوس أصابعها ركبتيها وتضم فيه أصابعها

[۴] ایضاً، ج:۱، ص: ۴۹۴

أما المرأة فتنحنى فى الركوع يسيرا ولا تفرج ولكن تضم وتضع يديها على ركبتيها وضعا وتحنى ركبتيها ولا تجافى عضديها لأن ذلك أستر لها

مالکی فقہ

۱) امام ابن ابی زید قیروانی (م ۳۸۶ھ/ ۹۹۶ء) اپنی کتاب میں عورتوں کی نماز سے متعلق ایک مختلف باب ''عورتوں کی نماز'' کے عنوان سے قائم کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: ''خواتین نماز مرد ہی کے موافق ادا کریں گی سوا اس کے کہ وہ اپنے پاؤں کو قریب رکھیں گی اور بازوؤں کو جسم کے قریب رکھیں گی اور بیٹھنے اور سجدے کی حالت میں جہاں تک ہو سکے اپنے جسم کو سمیٹ کر رکھے۔''[۷۵]

۲) علامہ صالح عبدالسمیع تحریر فرماتے ہیں: ''تکبیر کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں کے برابر یا اس سے کچھ نیچے تک اُٹھانا چاہیے۔ یہ حکم مردوں کے لیے ہے۔ جہاں تک عورتوں کا سوال ہے تو اُن کو اُس سے کچھ نیچے تک اُٹھانا چاہیے۔ القرافی نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔''[۷۶]

۳) علامہ علی بن خلف مالکی (م تقریباً ۹۴۹ھ/ ۱۵۴۳ء) نے بھی مذکورہ بالا احکام کو بیان کیا ہے۔[۷۷]

۴) علامہ عبدالواحد ابن عشیر مالکی (م ۱۰۴۰ھ/ ۱۶۳۰ء) اپنی فقہی احکام پر مشتمل منظوم کتاب میں لکھتے ہیں: ''مرد اپنے پیٹ کو رانوں سے جدا رکھے۔ اور کہنیاں گھٹنوں سے

---

۷۵ ابن ابی زید القیروانی، الرسالۃ، ص: ۵۲، قاہرہ: دار الفضیلۃ، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء

والمرأة دون الرجل في الجهر وهي في هيأة الصلاة مثله غير أنها تنضم ولا تفرج فخذيها ولا عضديها وتكون منضمة منزوية في جلوسها وسجودها وأمرها كله

۷۶ صالح عبدالسمیع، الثمر الدانی فی تقریب المعانی، ص: ۸۸، بیروت: المکتبۃ الثقفیۃ، سن اشاعت ندارد

(ترفع يديك) أي ندبا. أي والحال أن ظهورهما إلى السماء وبطونهما إلى الارض (حذو) أي إزاء منكبيك تثنية منكب بوزن مجلس، وهو مجمع عظم العضد والكتف. وقيل إنتهاؤه إلى الصدر. وإليه أشار بقوله: (أو دون ذلك) أي دون المنكب. فأو في كلامه للتنويع لا للشك. وهذا في حق الرجل. وأما المرأة فدون ذلك. وقد حكى القرافي الاجماع عليه

۷۷ علامہ علی بن خلف مالکی، کفایت الطالب الربانی، ج: ۱، ص: ۴۹۰، قاہرہ: المطبعۃ المدنی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء

سجدے کے دوران۔"[۷۸]

۵) امام احمد دردیر مالکی (م ۱۲۰۱ھ/۱۷۸۶ء) تحریر فرماتے ہیں: "جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے وہ نماز کی تمام حالتوں میں سکڑی اور سمٹی رہیں گی۔"[۷۹]

☆☆☆

---

[۷۸] ابن عشیر، المرشد المعین، ص: ۱۶۷، مراکش، مطبعۃ آنفو، ۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء
والبطن من فخذ رجال یبعدون و مرفقا من رکبۃ إذ یسجدون۔

[۷۹] امام الدردیر، الشرح الصغیر، قاہرہ، دار المعارف، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۶ء
واما المرأۃ فتکون منضمۃ فی جمیع احوالھا۔

شافعی فقہ

امام شافعی (م ۲۰۴ھ/ ۸۲۰ء) تحریر فرماتے ہیں: ''تحقیق کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو پوشیدہ اور مستور رہنے کی تعلیم دی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ان کو اس کی تعلیم دی ہے۔ اور عورت کے لیے اس بات کو پسند فرمایا کہ وہ سجدے میں اپنے بعض حصے کو بعض سے اور اپنے پیٹ کو رانوں سے ملا کر رکھے، اور اس طرح سجدہ کرے کہ اس کے حق میں زیادہ سے زیادہ پردہ ہو جائے۔ نیز اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کے لیے رکوع اور جلسے اور پوری نماز میں اس بات کو پسند فرمایا ہے کہ وہ اس انداز سے نماز پڑھے کہ زیادہ سے زیادہ مستور و پوشیدہ رہے، اور یہ بھی پسند فرمایا کہ وہ اپنی چادر (جلباب)[۸۰] کو سمیٹ لے اور چادر کو رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے اپنے اوپر ڈھیلا رکھے، تا کہ اس کے کپڑے (چست ہونے کی وجہ سے) اس کی تصویر نہ کھینچیں۔''[۸۱]

۲) امام نووی (م ۶۷۶ھ/ ۱۲۷۷ء) مَردوں کی نماز کے احکام بیان کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں: ''عورتیں اور خنثیٰ اپنے اجزا کو قریب کو سمیٹ لیں۔''[۸۲]

۳) امام شربینی (م ۹۷۷ھ/ ۱۵۶۹ء) امام نووی کی مذکورہ بالا عبارت کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''یہ لوگ (یعنی عورت اور خنثیٰ) رکوع اور سجدے میں اپنے اجزا کو سمیٹ لیں اور اسی طرح اپنی رانوں پر پیٹ کا سہارا دیں کیوں کہ یہ عورت کے لیے زیادہ

---

[۸۰] ایک لمبی چادر جس سے چہرے اور ہتھیلیوں کو چھوڑ کر سارا بدن ڈھک جاتا ہے۔

[۸۱] امام شافعی، کتاب الام، ج:۱، ص:۱۳۸، بیروت: دار الفکر، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۳ء

وقد أدب الله تعالى النساء بالاستتار وأدبهن بذلك رسوله صلى الله عليه وسلم وأحب للمرأة في السجود أن تضم بعضها إلى بعض وتلصق بطنها بفخذيها وتسجد كأستر ما يكون لها وهكذا أحب لها في الركوع والجلوس وجميع الصلاة أن تكون فيها كأستر ما يكون لها وأحب أن تكفت جلبابها وتجافيه راكعة وساجدة عليها لئلا تصفها ثيابها،

[۸۲] امام نووی، منهاج الطالبین وعمدة المفتین، ص:۱۰۰، بیروت: دار المنهاج، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء

وتضم المرأة والخنثى.

ستر پوشی کا باعث ہے اور خنثیٰ کے لیے زیادہ محفوظ۔''[۸۳]

۴) امام بیہقی (م ۴۵۸ھ/ ۱۰۶۶ء) تحریر فرماتے ہیں: ''نماز کے تمام احکام جس میں عورتوں اور مردوں میں فرق پایا جاتا ہے۔ اس کی بنیاد ستر ہے۔ عورتوں کو وہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے جس سے زیادہ پوشیدگی اور ستر قائم رہے۔''[۸۴]

۵) امام نووی رکوع کی تفصیل بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: ''مرد کو اپنی کہنیاں بازو اور جسم سے الگ رکھنے چاہیے جیسے عورت اور خنثیٰ کو کہنیاں الگ نہ رکھنی چاہیے۔''[۸۵]

۶) اسی کتاب میں امام نووی ایک دوسری جگہ رقم طراز ہیں: ''مرد کو کہنیوں اور بازو، رانوں اور پیٹ کے درمیان فاصلہ رکھنا چاہیے۔ اس کے برعکس عورت اپنے تمام اجزا کو سمیٹ کر قریب رکھے گی۔''[۸۶]

۷) امام نووی تحریر فرماتے ہیں: ''عورتیں اپنے تمام اجزا کو سمیٹ کر رکھیں گی۔''[۸۷]

۸) امام ابن عبدالبر (م ۴۶۳ھ/ ۱۰۷۱ء) تحریر فرماتے ہیں: ''امام شافعی نے فرمایا کہ عورت کے بیٹھنے کا طریقہ ایسا ہو جس میں زیادہ سے زیادہ ستر پوشی حاصل ہو۔''[۸۸]

☆☆☆☆

---

[۸۳] امام شربینی، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج، ج:۱،ص:۱۷۰، مصر: مصطفی البابی الحلبی، ۱۳۷۷ھ/ ۱۹۵۸ء

وهو من زيادته على المحرر بعضها إلى بعض في ركوعهما وسجودهما بأن يلصقا بطنهما بفخذيهما؛ لأنه أستر لها وأحوط له.

[۸۴] امام بیہقی، سنن الکبریٰ، ج:۲،ص:۲۲۲، المکہ المکرمہ، دارالباز، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۴ء

وجماع ما يفارق المرأة فيه الرجل من احكام الصلوة راجع إلى الستر وهو انها مامورة بكل ما كان استر لها.

[۸۵] امام نووی، روضۃ الطالبین، ج:۱،ص:۳۵۵، بیروت: دارعالم الکتب، ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۳ء

ويجافي الرجل مرفقيه عن جنبيه ولا تجافي المرأة ولا الخنثى

[۸۶] ایضاً، ج:۱،ص:۳۶۴،

ويرفع الرجل مرفقيه عن جنبيه وبطنه عن فخذيه. والمرأة تضم بعضها إلى بعض.

[۸۷] امام نووی، المجموع شرح المہذب، ج:۳،ص:۳۹۰، بیروت: دارالفکر، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء

وتضم المرأة بعضها إلى بعض

[۸۸] ابن عبدالبر، الاستذکار، ج:۱،ص:۴۸۰، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء

وَقَالَ الشافعي: تجلس المرأة بأستر مَا يكون لَهَا.

حنبلی فقہ

۱) امام احمد بن حنبل کے **فرزند عبداللہ** نے اپنے والد سے **عورتوں** کے تشہد میں **بیٹھنے** اور سجدہ کرنے کی کیفیت کے **متعلق سوال** کیا، تو اُن کے والد نے فرمایا: ''وہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے جو زیادہ پوشیدگی کا باعث ہے۔'' ۸۹

۲) حنبلی فقیہ منصور البہوتی (م ۱۰۵۱ھ/۱۶۴۱ء) تحریر فرماتے ہیں: ''جہاں تک نماز کے طریقے کا سوال ہے تو عورتوں اور مَردوں کی نماز یکساں ہے، سوائے اس کے کہ عورتیں اپنے آپ کو رکوع، سجدے اور دوسری حالتوں میں سمٹا ہوا رکھیں، تا کہ ان کے اجزا پھیلے ہوئے نہ معلوم ہوں۔ اور بیٹھتے وقت یہ بہتر ہے کہ وہ چار زانو بیٹھے، اپنے پاؤں کو ایک جانب نکالے اور قرأت کے وقت اگر کوئی اجنبی سُن رہا ہو تو قرأت کو آہستہ کرے۔'' ۹۰

۳) مشہور حنبلی عالم امام ابن جوزی (م ۵۹۷ھ/۱۲۰۱ء) تحریر فرماتے ہیں: ''اور جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے تو وہ نماز میں ان تمام اُمور میں مَردوں سے یکساں ہے، جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا سوائے اس کے کہ رکوع اور سجدے میں وہ اپنے جسم کو سمیٹ لیں اور چار زانو بیٹھے اور اپنے پاؤں کو ایک جانب نکالے۔'' ۹۱

---

۸۹ عبداللہ، مسائل الامام احمد ابن حنبل روایۃ ابنہ عبداللہ ابن احمد، ص: ۷۹، نمبر ۲۸۱، بیروت: مکتبہ الاسلامی، ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء

حدثنا قال قرات علی أبی قلت کیف تسجد المرأۃ و کیف تقعد للتشهد قال کیف کان أستر

۹۰ منصور البہوتی، الروض المربع شرح زاد المستقنع، ج:۱، ص: ۱۸۳، ریاض: مکتبہ الحدیثیہ، ۱۳۹۰ھ/۱۹۶۹ء

(والمرأۃ مثله) أی مثل الرجل فی جمیع ما تقدم حتی رفع الیدین (لکن تضم نفسها) فی الرکوع والسجود وغیرهما فلا تتجافی (وتسدل رجلیها فی جانب یمینها) إذا جلست وهو أفضل أو متربعة وتسر القراءة وجوبا إن سمعها أجنبی.

۹۱ ابن جوزی، احکام النساء، بیروت، دار الفکر، ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء

والمرأۃ فی جمیع ما ذکرنا کالرجل، إلا أنها تجمع نفسها فی الرکوع والسجود أو تسدل رجلیها فی الجلوس، فتجعلهما فی جانب یمینها، أو تجلس متربعة.

۴) ابواسحٰق ابراہیم ابن محمد ابن مُفلح (م ۸۸۴ھ/ ۱۴۷۹ء) نے اپنی کتاب میں مراسیل ابوداؤد کی روایت نقل کرتے ہوئے مذکورہ بالا قول کو نقل فرمایا ہے۔ ۹۲

۵) امام ابن قدامہ (م ۶۲۰ھ/ ۱۲۲۳ء) تحریر فرماتے ہیں: ''عورتوں کا تکبیر میں ہاتھ اُٹھانے کے متعلق امام احمد بن حنبل سے دو روایتیں وارد ہیں۔ پہلی روایت کے مطابق عورتوں کو تکبیر کے وقت مَردوں سے کم ہاتھ اُٹھانا چاہیے۔ اس روایت کو حضرت خلّال نے حضرت اُمّ درداء اور حفصہ بن سیرین سے روایت کیا ہے اور طاؤس کا بھی یہی قول ہے۔ دوسری روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل نے تجافی ۹۳ کو ترجیح دی اور یہ کہا کہ عورتوں کو تکبیر کے وقت ہاتھ نہیں اُٹھانا چاہیے۔ ۹۴

۶) ابن قدامہ مزید تحریر فرماتے ہیں: ''عورت اور مرد کی نماز ایک جیسی ہے۔ سوائے اس کے کہ رکوع اور سجدے میں عورت کا طریقہ الگ رہے گا اور بیٹھنے کی حالت میں وہ سدل اختیار کرے گی۔ یعنی اپنے پاؤں کو ایک جانب نکالے گی۔ امام احمد نے اسی کو پسند کیا اور خلّال نے بھی اس کو ترجیح دی۔'' ۹۵

---

۹۲ ابن مفلح، شرح المقنع، ج:۱، ص: ۴۲۰-۴۲۱، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء

۹۳ تجافی کا معنی پھیلانا اور وسیع کرنا ہوتا ہے۔ جب نماز سے متعلق اس لفظ کا استعمال ہوا تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ نماز کے دوران ہاتھوں کو اُٹھانا، کہنیوں کو زمین سے اُٹھانا وغیرہ۔ مَردوں کو اس کی اجازت ہے لیکن عورتوں کو اس کی اجازت نہیں۔ البتہ خواتین اپنے اجزا کو سمیٹ کر نماز پڑھیں۔

۹۴ ابن قدامہ، المغنی، ج:۱، ص: ۵۴۷، بیروت: دار الفکر، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۴ء

فصل: والإمام والمأموم والمنفرد في هذا سواء وكذلك الفريضة والنافلة لأن الأخبار لا تفريق فيها فأما المرأة فذكر القاضي فيها روايتين عن أحمد إحداهما ترفع لما روى الخلال بإسناده عن أم الدرداء وحفصة بنت سيرين أنهما كانتا ترفعان أيديهما وهو قول طاوس ولأن من شرع في حقه التكبير شرع في حقه الرفع كالرجل فعلى هذا ترفع قليلا قال أحمد رفع دون الرفع والثانية لا يشرع لأنه في معنى التجافي ولا يشرع ذلك لها بل تجمع نفسها في الركوع والسجود وسائر صلاتها

۹۵ ایضاً، ج:۱، ص: ۶۳۵

الرجل والمرأة في ذلك سواء إلا أن المرأة تجمع نفسها في الركوع والسجود وتجلس متربعة أو تسدل رجليها فتجعلهما في جانب يمينها۔ قال أحمد: والسدل أعجب إلي واختاره الخلال.

۷) ابن قدامہ تحریر فرماتے ہیں: ''عورتوں کے لیے پوشیدگی کو زیادہ ترجیح دینا چاہیے اسی بنا پر انھیں اپنے اجزا نہ پھیلانا بہتر ہے۔'' ۹۶

☆☆☆☆

---

۹۶ ایضاً، ج:۲، ص:۳۶

ولأن المرأة يستحب لها التستر ولذلك لا يستحب لها التجافي.

حضرت اُمّ درداء کی روایت

غیر مقلد حضرات عورت اور مردوں کی نماز ایک جیسی ثابت کرنے کے لیے اکثر حضرت اُمّ درداء کی روایت پیش کرتے ہیں۔ آگے ہم اس روایت کی وضاحت کریں گے۔

ابن ابی شیبہ نقل فرماتے ہیں: ''مکحول روایت کرتے ہیں کہ اُم درداء نماز میں مَردوں کی مانند بیٹھا کرتی تھیں۔'' [97]

غیر مقلدین یہ موقف پیش کرتے ہیں کہ چونکہ حضرت اُمّ درداء ایک خاتون تھیں اور نماز میں بیٹھنے کی کیفیت مَردوں کی مانند تھی، اس سے یہ پتہ لگتا ہے کہ عورت اور مَردوں کی نماز کا طریقہ ایک ہے۔

کتبِ حدیث کا مطالعہ کرنے سے اس بات کا علم ہوتا ہے کہ اُمّ درداء نام کی دو خاتون گزری ہیں۔ ایک صحابیہ تھیں اور دوسری تابعیہ۔ اب تحقیق اس بات کی ہے کہ اس روایت میں جس اُمّ درداء کا ذکر ہوا ہے، وہ صحابیہ تھیں یا تابعیہ؟

امام ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں: ''مکحول کی روایت میں جس اُمّ درداء کا ذکر ہے وہ اُمّ درداء صغریٰ یعنی تابعیہ نہ کہ اُمّ درداء صحابیہ ہیں۔ کیوں کہ حضرت مکحول کی ملاقات تابعیہ سے ہے اور صحابیہ سے نہیں۔'' [98] امام مزی تحریر فرماتے ہیں کہ جس اُمّ درداء کا ذکر اس روایت میں ہے وہ صغریٰ یعنی تابعیہ ہیں، جو فقہ میں مہارت رکھتی تھیں۔ [99]

---

[97] ابن ابی شیبہ، مصنف، ج:۲، ص:۵۰۷، حدیث نمبر ۲۸۰۱، بیروت: دار قرطبہ، ۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۶ء
حدثنا وکیع، عن ثور، عن مکحول أن أم الدرداء کانت تجلس فی الصلاۃ کجلسۃ الرجل.

[98] ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج:۲، ص:۳۰۶، بیروت: دار المعرفۃ، ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۵۹ء
وعرف من روایۃ مکحول أن المراد بأم الدرداء الصغری التابعیۃ لا الکبری الصحابیۃ لأنہ أدرك الصغری ولم یدرك الکبری.

[99] امام المزی، تہذیب الکمال، ج:۳۵، ص:۳۵۳-۳۵۵، بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۷ء
أم الدرداء الصغری الفقیہۃ

امام ابنِ حجر اور امام مزی دو مشہور محدث، اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ اس روایت میں ذکر کردہ اُمّ درداء تابعیہ تھیں، نہ کہ صحابیہ۔

غیر مقلد حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی نہیں کرنا چاہتے، جنہوں نے عورتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنا سجدے کا طریقہ مَردوں سے الگ رکھیں۔ (مراسیل ابو داؤد کی اس حدیث کا ذکر گذشتہ صفحات میں گزر چکا ہے) غیر مقلد حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے حکم کی پیروی نہیں کرنا چاہتے جنہوں نے خواتین کا طریقۂ نماز مَردوں سے الگ بتایا۔ (گذشتہ صفحات میں ہم نے حضرت علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ارشادات نقل کیے ہیں۔) غیر مقلد حضرات کبائر تابعین مثلاً ابراہیم نخعی، مجاہد، حسن بصری، عطا، حماد بن سلمہ وغیرہ کی بھی پیروی نہیں کرنا چاہتے جنہوں نے عورتوں کے طریقۂ نماز کو مَردوں سے الگ بتایا ہے۔ (ان تمام تابعین کے اقوال ہم گذشتہ صفحات میں نقل کر چکے ہیں) آخر غیر مقلد حضرات کس کی پیروی کرتے ہیں؟ اپنے مولوی البانی کی جنہوں نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول میں تحریف کی اور کہا مَردوں اور عورتوں کی نماز یکساں ہے۔ مولوی البانی اُمت میں وہ پہلے شخص بن گئے جنہوں نے کہا کہ عورتوں اور مَردوں کی نماز یکساں ہے۔

کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم، صحابۂ کرام اور کبائر تابعین کے قول کو چھوڑ کر ایک واحد تابعیہ کے قول پر عمل کیا جا سکتا ہے؟ کیا ایک واحد تابعی یا تابعیہ کا قول غیر مقلدین کے نزدیک حجت ہو سکتا ہے؟ امام ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں: ''ایک واحد تابعی کا عمل اگر کسی اُصول کی مخالفت نہ بھی کرتا ہو، تب بھی اُس واحد قول کو حجت کے طور پر استعمال نہیں کیا جا سکتا۔''[۱۰۰]

حقیقت میں حضرت اُمّ درداء کے متعلق ایک دوسری روایت بھی موجود ہے جو مذکورہ بالا عبارت کے برعکس ہے۔ امام جعفر طحاوی نقل فرماتے ہیں: ''ابراہیم ابن عبلہ روایت

---

[۱۰۰] ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ج:۲، ص:۳۰۶، بیروت: دار المعرفۃ، ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء

وعمل التابعی بمفردہ ولو لم یخالف لا یحتج بہ۔

کرتے ہیں کہ انہوں نے اُمّ درداء کو نماز میں چارزانو بیٹھے ہوئے دیکھا۔"[۱۰۱] یہ روایت اُس روایت کے خلاف ہے جس کے مطابق حضرت اُمّ درداء مَردوں کی مانند بیٹھا کرتی تھیں۔ اس لیے ہم کو اِن دونوں روایتوں میں تطبیق دیتے ہوئے یہ ماننے پڑے گا کہ نماز میں مَردوں کی طرح بیٹھنا اُن کا معمول نہ تھا بلکہ کسی مجبوری یا عذر کے تحت انہوں نے ایسا کیا ہوگا۔

شافعی فقہ میں مرد اور عورت آخری تشہد میں بیٹھنے کی کیفیت ایک طرح کی ہوتی ہے جس میں اپنی بائیں سُرین پر بیٹھ کر دائیں جانب پاؤں نکالے جاتے ہیں لیکن رکوع اور سجدے میں عورتوں کو زیادہ پوشیدگی اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ حضرت اُمّ درداء اُن نماز کی دوسری حالتوں میں مَردوں کی مانند بیٹھتی تھیں۔ اسی لیے یہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ حضرت اُمّ درداء نماز میں ہر حالت میں مَردوں کی مانند طریقہ اختیار کرتی تھیں۔

☆☆☆

---

۱۰۱ جعفر طحاوی، شرح مشکل الآثار، ج: ۱۳، ص: ۲۴۴، حدیث نمبر ۵۲۳۵، بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۴ء

حدثنا فهد قال حدثنا إسماعيل بن الوليد القعقاعي قال حدثنا هانئ بن عبد الرحمن قال حدثني إبراهيم بن أبي عبلة قال رأيت أم الدرداء تصلي متربعة.

نماز کے شرائط

نمازِ پنج گانہ ہر عاقل و بالغ پر فرض ہے۔ نماز کے چند شرائط ہیں جن کے پورا ہونے پر ہی نماز قائم کی جاسکتی ہے۔

نماز کے شرائط میں نیت، تکبیرِ تحریمہ، وقت، (نمازِ جمعہ کے لیے خطبہ)، طہارت اور سترِ عورت ہے۔ [۱۰۲]

۱) طہارت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ. (البقرہ، ۲:۲۲۲)

ترجمہ: بیشک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔

جسم، کپڑے اور نماز کی جگہ کا صاف اور پاک ہونا ضروری ہے۔ [۱۰۳] حدثِ اکبر غسل سے دور ہوتی ہے اور حدثِ اصغر وضو بنا کر دور کی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ۚ وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ۚ وَإِن كُنتُم مَّرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنكُم مِّنَ الْغَائِطِ أَوْ لَامَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ ۚ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلَٰكِن

---

۱۰۲ امام حصکفی، الدر المختار، ص: ۵٦، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء

باب شروط الصلاة هي ثلاثة أنواع: شرط انعقاد: كنية، وتحريمة، ووقت، وخطبة: وشروط دوام. كطهارة وستر عورة. واستقبال قبلة

۱۰۳ الفتاویٰ الہندیہ، ج:۱، ص: ۵۷، مصر، بولاق: المطبعة الکبریٰ الامیریة، ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء

تطهير النجاسة من بدن المصلي وثوبه والمكان الذي يصلي عليه واجب.

يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ. (المائدہ، ۵:۶)

ترجمہ: اے ایمان والو جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہو لو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آیا یا تم نے عورتوں سے صحبت کی اور ان صورتوں میں پانی نہ پایا مٹی سے تیمم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرو، اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے ہاں یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب ستھرا کر دے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دے کہ کہیں تم احسان مانو۔

نماز کی جگہ کے پاک ہونے سے مراد یہ ہے کہ کم سے کم سجدے اور قیام کی جگہ پاک ہو۔[۱۰۴]

۲) **ستر عورت:**

سترِ عورت یعنی بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَقُلْ لِلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا. (النور، ۲۴:۳۱)

ترجمہ: اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے

امام ابوداؤد نقل فرماتے ہیں: یعقوب بن کعب انطاکی اور مؤمل بن فضل حرانی، ولید، سعید بن بشیر، قتادہ، خالد، یعقوب بن دُریک نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان کے اوپر باریک کپڑا (دوپٹہ) تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی جانب سے رخ پھیر لیا اور فرمایا! اے اسماء! عورت جب بالغہ ہو جائے تو اسے جسم کا کوئی حصہ دکھانا درست نہیں، سوائے

---

[۱۰۴] امام حصکفی، الدر المختار، ص: ۵۷، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء،
(ومكانه) أي موضع قدميه أو إحداهما إن رفع الأخرى وموضع سجوده اتفاقا في الأصح.

اس کے اور اس کے اور اپنے چہرۂ انور اور ہتھیلیوں کی جانب اشارہ فرمایا۔ [۱۰۵]

آزاد عورتوں کے لیے سارا بدن عورت ہے سوا منہ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلوؤں کے، سر کے لٹکتے ہوئے بال اور گردن اور کلائیاں بھی عورت ہیں، ان کا چھپانا فرض ہے۔ [۱۰۶]

۳) استقبالِ قبلہ:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ۖ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ○ (البقرہ، ۲: ۱۴۴)

ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے ابھی اپنا منہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرو اور وہ جنہیں کتاب ملی ہے ضرور جانتے کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ ان کے کوتکوں (اعمال) سے بے خبر نہیں۔

۴) وقت:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

---

[۱۰۵] امام ابوداؤد، سنن، ج: ۴، ص: ۴۲۳، حدیث نمبر ۴۱۰۱، بیروت: مؤسسۃ الریان، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء

حدثنا يعقوب بن كعب الأنطاكي ومؤمل بن الفضل الحراني قالا حدثنا الوليد عن سعيد بن بشير عن قتادة عن خالد قال يعقوب ابن دريك عن عائشة رضي الله عنها أن أسماء بنت أبي بكر دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليها ثياب رقاق فأعرض عنها رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال يا أسماء إن المرأة إذا بلغت المحيض لم تصلح أن يرى منها إلا هذا وهذا وأشار إلى وجهه وكفيه

[۱۰۶] سید ابن عابدین شامی، ردالمحتار، ج: ۱، ص: ۵۰۴، بیروت: دارالفکر، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء

(و) الرابع (ستر عورته)۔۔۔

(وللحرة) ولو خنثى (جميع بدنها) حتى شعرها النازل في الأصح (خلا الوجه والكفين) فظهر الكف عورة على المذهب (والقدمين) على المعتمد وصوتها على الراجح وذراعيها على المرجوح

إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ○ (النساء، ۴:۱۰۳)

ترجمہ: بیشک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

نماز کو مقررہ وقت پر پڑھنا فرض ہے۔ مثال کے طور پر عصر کی نماز ادا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ عصر کا وقت شروع ہو چکا ہو۔ ہر شہر کے لیے نماز کے اوقات مختلف ہوتے ہیں۔ جو بنیادی طور پر اُس شہر کے ارض البلد اور طول البلد پر منحصر ہوتا ہے۔ وہاں کی مساجد میں اُس شہر کے نماز کے اوقات کا ٹائم ٹیبل (تقویم) موجود ہوتا ہے۔ نماز کے وقت کے شروع ہونے سے قبل ہمیں نماز کی تیار کرنی چاہیے۔ [۱۰۷]

۵) نیت:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ○ (البینہ، ۹۸:۵)

ترجمہ: اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے۔

حُمیدی، سفیان، یحییٰ بن سعید انصاری، محمد بن ابراہیم تیمی، ہبعلقمہ بن وقاص لیثی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی۔ [۱۰۸]

۶) تکبیرِ تحریمہ:

یعنی اللہ اکبر سے نماز شروع کرنا۔

☆☆☆☆

---

۱۰۷ ایضاً، ج:۱، ص:۱۲۵

وفی الحلیة: وعندی أنه من آداب الصلاة لا الوضوء، لانه مقصود لفعل الصلاة.

۱۰۸ امام بخاری: صحیح البخاری، ج ۱، ص ۶، حدیث نمبر ۱، قاہرہ: دار طوق النجاۃ، ۱۳۱۱ھ/ ۱۸۹۳ء

سمعت عمر بن الخطاب رضی الله عنه على المنبر. قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم، يقول: "إنما الأعمال بالنيات، وإنما لكل امرء ما نوى.

ترتیب وار طریقۂ نماز

گذشتہ صفحات میں ہم نے مرد اور خواتین کی نماز میں فرق پر روشنی ڈالی۔ آئندہ صفحات میں خواتین کا طریقۂ نماز ترتیب وار بیان کیا گیا ہے۔ جن اُمور پر گفتگو ہو چکی ہے اُس کے حوالے دوہرائے نہ جائیں گے۔ اور ہر نئے مسئلے پر حوالہ فراہم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۱) قبلہ رُخ کھڑا ہونا چاہیے۔

۲) پاؤں کو قریب رکھو اور انگلیاں قبلہ کی جانب ہو۔

اہم وضاحت: غیر مقلد مرد نماز میں اپنے پاؤں بہت پھیلا کر کھڑے ہوتے ہیں اور اُن کا یہ بھی موقف ہے کہ عورت اور مرد کی نماز یکساں ہوتی ہے۔ تو کیا عورتوں کو بھی غیر مقلد مردوں کی مانند پاؤں پھیلا کر نماز پڑھنی چاہیے؟ ایک عورت کے لیے یہ حالت بڑی شرم اور بے حیائی کا مظاہرہ ہے، جب کہ حدیث شریف میں عورت کے لیے ستر پوشی اور حیا کرنا بتایا گیا ہے۔ عورت اگر غیر مقلد مردوں کی مانند پاؤں پھیلا کر نماز پڑھے گی تو یہ بے حیائی اور فحش حالت کا مظاہرہ ہوگا۔ اس موضوع پر تفصیلی مطالعہ کے لیے ہماری کتاب ''پاؤں پھیلا کر نماز پڑھنا کیسا؟'' کا مطالعہ کریں۔

۳) دل میں نماز کی نیت کریں۔

۴) اپنے ہاتھوں کو آستین سے نکالے بغیر کانوں تک اُٹھائیں۔ انگلیاں سیدھی ہوں اور ہتھیلیاں قبلہ رُخ ہوں۔

۵) اللہ اکبر کی تکبیر کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو چھاتیوں پر رکھیں۔ بائیں ہاتھ کی پشت پر داہنی ہتھیلی کو رکھیں۔ [۱۰۹]

---

۱۰۹ سید ابن عابدین شامی، ردّ المحتار، ج:۱، ص:۴۸۲، ریاض: دار عالم الکتب ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۳ء، (ورفع یدیہ) قبل التکبیر وقیل معہ۔

٦) قیام کے دوران نگاہ سجدے کی جگہ پر ہو۔ [١١٠]

٧) ثنا اور تعوّذ کے بعد تسمیہ پڑھیں۔ [١١١]

٨) سورۂ فاتحہ کے بعد تسمیہ [١١٢] اور پھر قرآن کی کسی بھی سورۃ کی قرآت کریں (کم سے کم تین آیت)۔ [١١٣]

٩) اللہ اکبر کی تکبیر کے ساتھ رکوع میں جائیں۔ [١١٤]

نوٹ: تکبیرِ انتقالیہ یعنی نماز کی ایک حالت سے دوسری حالت میں جاتے وقت تکبیر کہنا چاہیے۔ جیسے رکوع سے اُٹھتے وقت اللہ اکبر شروع کر کے قیام کی حالت میں کھڑے ہونے تک ختم کرنا چاہیے۔

رکوع:

١) صرف اتنا جھکیں کہ انگلیاں گھٹنوں کو چھو پائیں۔

٢) بازو جسم سے ملے ہوں، جسم اور بازو کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔

٣) رکوع کی حالت میں نظریں پاؤں کے درمیان ہوں۔ [١١٥]

---

[١١٠] حسن شرنبلالی، نور الایضاح، ص: ٢٨، قاہرہ، مکتبہ محمد علی صوبیہ، سن اشاعت ندارد
ونظر المصلی الی موضع سجوده.

[١١١] ایضاً، ص: ٢٩
ثم يقول سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا إله غيرك ويستفتح كل مصلٍ

[١١٢] سید ابن عابدین شامی، ردّ المحتار، ج: ١، ص: ٤٨٢، ریاض: دار عالم الکتب ١٤٢٣ھ/ ٢٠٠٣ء
وذكر في المحيط المختار قول محمد وهو أن يسمى قبل الفاتحة وقبل كل سورة في كل ركعة.

[١١٣] طحطاوی، حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح، ص: ١٠٤، دار الکتب العلمیہ، ١٤٢٤ھ/ ٢٠٠٤ء
(ثم قرء الفاتحة و أمن الإمام والمأموم سرًا) وحقيقته إسماع النفس كما تقدم (ثم قرأ سورة) من المفصل على ما تقدم (أو) قرأ (ثلاث آيات) قصار أو آية طويلة وجوبا.

[١١٤] سید ابن عابدین شامی، ردّ المحتار، ج: ١، ص: ٤٨٢، ریاض: دار عالم الکتب ١٤٢٣ھ/ ٢٠٠٣ء
ثمّ) كما فرغ (يكبّر) مع الإنحطاط (للركوع).

[١١٥] ایضاً، ص: ٤٧٨
نظره إلى موضع سجوده حال قيامه. وإلى ظهر قدميه حال ركوعه

۴) سبحان ربی العظیم کی تسبیح کم سے کم تین مرتبہ یا زیادہ ہو تو کسی بھی طاق اعداد میں پڑھیں۔[۱۱۶]

۵) سمیع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے رکوع سے اُٹھیں اور ربّنا لك الحمد قیام کی حالت میں پڑھیں۔[۱۱۷]

٦) رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہوں، جسم ساکت ہو۔[۱۱۸]

سجدہ:

۱) اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں جائیں۔[۱۱۹]

۲) سجدے کی حالت میں جسم کو سمٹا ہوا رکھیں۔ (غیر مقلد حضرات یہ تبلیغ کرتے ہیں کہ عورتیں سجدے کی حالت میں اپنے بازو اُٹھا کر رکھیں اور سُرین اوپر کریں۔ یہ بالکل غلط اور بے حیائی کا طریقہ ہے۔)

۳) سجدے میں جاتے وقت پہلے اپنے گھٹنوں کو، پھر ہتھیلیوں کو، اُس کے بعد ناک اور سب سے آخر میں پیشانی کو زمین پر رکھیں۔[۱۲۰]

---

۱۱۶ ایضاً، ص: ۴۹۴

وصرحوا بأنه يكره أن ينقص عن الثلاث وأن الزيادة مستحبة بعد أن يختم على وتر خمس أو سبع مالم يكن إماما فلا يطول.

۱۱۷ ایضاً، ص: ۴۹٦

(ثم يرفع رأسه من ركوعه مسمعا... ويكتفي به الإمام) وقالا يضم التحميد سرا (و) يكتفي (بالتحميد المؤتم) وأفضله اللهم ربنا ولك الحمد ثم حذف الواو ثم حذف اللهم فقط (ويجمع بينهما لو منفردا) على المعتمد يسمع رافعا ويحمد مستويا.

۱۱۸ ایضاً، ص: ۴۹۷

(و يقوم مستويا) قوله (مستويا) هو للتأكيد فإن مطلق القيام إنما يكون باستواء الشقين وإنما أكد لغفلة الأكثرين عنه فليس بمستدرك كما ظن قهستاني أو للتأسيس والمراد منه التعديل كما أفاده في العناية.

۱۱۹ الفتاویٰ الہندیہ، ج: ۱، ص: ۷۵، مصر، بولاق: المطبعۃ الکبریٰ الامیریہ، ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء

ثم اذا استوى قائماً كبر وسجد.

۱۲۰) سید ابن عابدین شامی، ردّ المحتار، ج: ۱، ص: ۴۸۲، ریاض: دار عالم الکتب ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۳ء،

(ويسجد واضعا ركبتيه) أولا لقربهما من الأرض (ثم يديه) إلا لعذر (وجهه) مقدما انفه لما مر.

۴) سجدے کی حالت میں انگلیاں سب جُڑی ہوں اور قبلے کی جانب ہوں۔ [۱۲۱]

۵) ہتھیلیاں کان کے برابر ہوں۔ [۱۲۲]

٦) سجدے میں پنجے بالکل تنے ہوئے نہ ہوں، بلکہ زمین کے سہارے لگے ہوں۔

۷) جسم کے تمام اجزا قریب ہوں۔

۸) پیٹ رانوں سے ملے ہوں اور ہاتھ بغل سے جڑے ہوں۔

۹) کہنیاں زمین پر نکی ہوں۔

۱۰) سجدے کی حالت میں نگاہ ناک کی نوک پر ہوگی۔ [۱۲۳]

۱۱) سجدے کی حالت میں سبحان ربی الاعلیٰ کی تسبیح کم سے کم تین یا زیادہ کریں تو طاق اعداد میں ہوں۔ [۱۲۴]

۱۲) تکبیر کہتے ہوئے جلسے کی حالت میں بیٹھ جائیں۔ [۱۲۵]

جلسہ:

۱) بائیں سُرین پر بیٹھیں اور دونوں پاؤں داہنی جانب نکالیں۔

---

[۱۲۱] ایضاً، ص: ۴۹۸

ضاما اصابع یدیہ لتتوجہ للقبلۃ۔

[۱۲۲] الفتاویٰ الہندیہ، ج: ۱، ص: ۷۵، مصر، بولاق: المطبعۃ الکبریٰ الامیریہ، ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء

ویضع یدیہ فی السجود حذاء أذنیہ ویوجہ أصابعہ نحو القبلۃ۔

[۱۲۳] امام حصکفی، الدر المختار، ص: ٦٦، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء

(ولها آداب) تركه لا يوجب إساءة ولا عتابا كترك سنة الزوائد. لكن فعله أفضل (نظره إلى موضع سجوده حال قيامه، وإلى ظهر قدميه حال ركوعه، وإلى أرنبة أنفه حال سجوده.

[۱۲۴] الفتاویٰ الہندیہ، ج: ۱، ص: ۷۵، مصر، بولاق: المطبعۃ الکبریٰ الامیریہ، ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۲ء

ويقول في سجوده سبحان ربي الأعلى ثلاثا۔

[۱۲۵] امام حصکفی، الدر المختار، ص: ٦۹، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء

(ثم يرفع رأسه مكبرا ويكفي فيه) — (أدنى ما يطلق عليه اسم الرفع)— (ويجلس بين السجدتين مطمئنا)

۲) دونوں ہاتھ رانوں پر ہوں اور اُنگلیاں جُڑی ہوئی ہوں۔

۳) جلسے کی حالت میں نگاہ گود میں ہو۔[۱۲۶]

۴) جلسے کی حالت میں پورے سکوت کے ساتھ بیٹھیں اور پھر دوسرا سجدہ ادا کریں۔[۱۲۷]

۵) تکبیر کے ساتھ دوسرے سجدے میں جائیں۔[۱۲۸]

۶) دوسرے سجدے کے بعد تکبیر کہتے ہوئے دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوں۔[۱۲۹]

دوسری رکعت میں سجدے کے بعد تشہد میں بیٹھیں اور درود و دعا کے بعد سلام کے ساتھ اپنی نماز پوری کریں۔

☆☆☆☆

---

[۱۲۶] ایضاً ص:٦٦

والی حجرہ حال قعودہ

[۱۲۷] ایضاً

(ویجلس بین السجدتین مطمئنا) لما مر۔

[۱۲۸] ایضاً ص:۷۰

(ویکبر ویسجد) ثانیة۔

[۱۲۹] ایضاً

(مطمئنا ویکبر للنهوض) علی صدور قدمیه۔

خلاصۂ بحث

فقہائے کرام استدلال قرآن وسُنّت کی روشنی میں کرتے ہیں۔اس بات کی حقیقت کا اِدراک گذشتہ صفحات میں احادیث اور فقہائے کرام کے فیصلے پڑھ کر کیا جا سکتا ہے۔ حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی فقہائے کرام نے عورتوں کے سجدے، رکوع اور بیٹھنے کا طریقہ مَردوں سے الگ بتایا ہے۔ اُن تمام کا استدلال اُن احادیث سے کیا گیا ہے جس کا ذکر مراسیل ابو داؤد اور مسانیدِ امام اعظم میں ہوا ہے۔

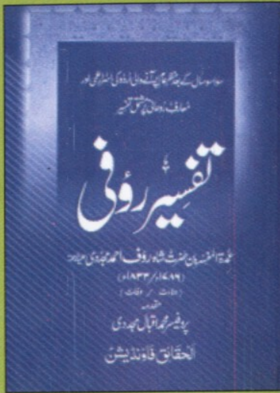
ایک عام مسلمان کی یہ علمی صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ خود قرآن وسُنّت سے فقہی مسائل کا استنباط کر سکے۔ بڑی حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ موجودہ دَور میں غیر مقلد حضرات کالج جانے والے ہر طالب علم کو مجتہد بننے کی ترغیب دیتے ہیں۔ بڑا المیہ تو یہ ہے کہ یہ غیر مقلد حضرات اور کالج جانے والے اکثر طلبا انگریزی دینی کتابوں اور انٹرنیٹ پر ''شیخ گوگل'' (Shaikh Google) کی مدد سے مجتہد بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر کسی کو واقعی علم کا شوق ہے تو اُسے علمائے اہلِ سنّت سے رابطہ کر کے یا سُنّی مدارس میں داخلہ لے کر اُصولِ قرآن، اُصولِ حدیث اور اُصولِ فقہ کی تعلیم حاصل کرنی چاہیے۔

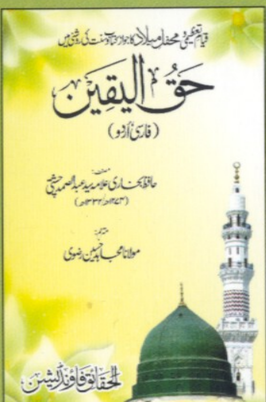
کیا کوئی ذی فہم انسان اس بات کو تسلیم کر سکتا ہے کہ گذشتہ چودہ سو سالوں میں تمام علما اور عام مسلمان سب کے سب غلط تھے اور غلط طریقے سے نماز پڑھ رہے تھے؟ ہم نے گذشتہ صفحات میں پچھلے چودہ سو سال میں لکھی گئی فقہ کی مشہور کتابوں کا حوالہ دیا ہے، جس میں واضح طور پر یہ وارد ہے کہ عورت اور مرد کی نماز میں فرق ہے۔ کیا غیر مقلد حضرات یہ کہنا چاہتے ہیں کہ پچھلے چودہ سو سال میں تمام خواتین غلط طریقے سے نماز پڑھ رہی تھیں؟؟ کیا مختلف ممالک اور مختلف زمانوں میں رہنے والے یہ تمام فقہا، سب ایک ساتھ ایک ہی معاملے میں غلطی کر سکتے ہیں؟

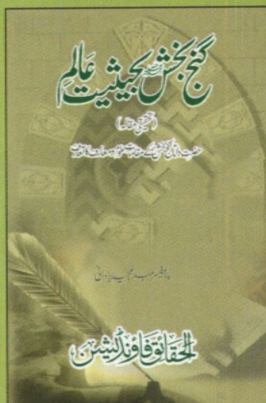
ایک عقل مند انسان کے لیے ان تمام سوالوں کا جواب ''نہیں'' میں ہے۔ لیکن غیر

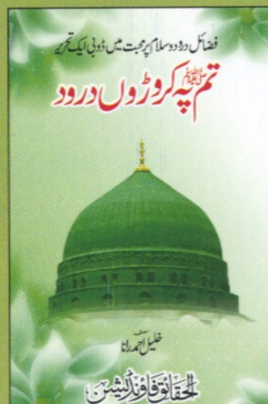
مقلد حضرات کا ایک دوسرا ہی مخصوص نظریہ ہے، جس کے مطابق پچھلے چودہ سو سال میں ساری اُمت گمراہ تھی اور صرف پندرھویں صدی ہجری میں البانی کے آنے کے بعد اُمت نے نماز کا صحیح طریقہ سیکھا!!!

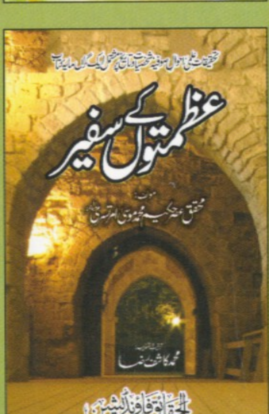
اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ان غیر مقلدین کے باطل عقائد و نظریات سے محفوظ رکھے اور ہم سب کو تکبر و نفسانیت کو ترک کر کے شریعت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا ہے کہ وہ اس ادنیٰ کوشش کو اپنے نبی ﷺ کے صدقے میں قبول فرما کر اُمتِ مسلمہ کے لیے نافع بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

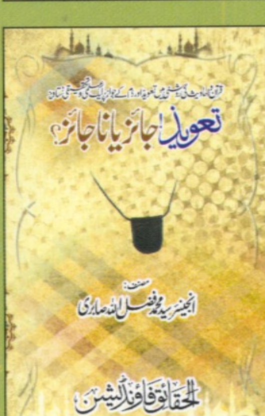


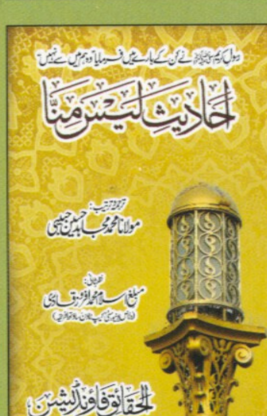












الحقائق فاؤنڈیشن